خطبات ارشدی

Part - 13

فضیلۃ الشیخ دکتور ارشد بشیر عمری مدنی سلمہ اللہ

Shaikh Dr. Arshad Basheer Umari Madani

Hafiz, Aalim, Faazil (Madina University, KSA),
MBA, PhD from Switzerland.
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean The ABM School, Hyd.
www.askislampedia.com | www.abmqurannotes.com | www.askmadani.com
+91 92906 21633 (WhatsApp only)

فہرست

توحید پھیلانے کے لیے محنت ضروری.. 2

امتِ محمدیہ میں فرقے کیسے وجود میں آئے؟ 25

ہندوستان سے مسلمانوں کی وفاداریاں، دس مثالیں، دس دلائل 52

زندگی کا مقصد 74

توحید پھیلانے کے لیے محنت ضروری

توحید کا لغوی معنی

توحید کا اصطلاحی معنی

توحید کے اقسام

توحید ربوبیت

توحید الوہیت

توحید اسماء وصفات

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے توحید کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا ہے

انبیاء کی بعثت کا مقصد

جنات اور انسانوں کی پیدائش کا مقصد

شرک کی مذمت

شرک ایک عظیم گناہ

شرک سے سارے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں

ہر دن اللہ تعالیٰ سے ایک معاہدہ

توحید کے پیغام کو لوگوں تک پہنچانے کے لئے نبی کریم ﷺ کی تڑپ

مکی زندگی میں آپ ﷺ کی کوششیں

مدنی زندگی میں آپ ﷺ کی کوششیں

عزت و سربلندی توحید سے وابستہ ہے

ہندوستان کی مغلیہ سلطنت کا ایک جائزہ

سلطنتِ بغداد ایک جائزہ

اسپین کی سلطنت ایک جائزہ

سعودی حکومت ایک جائزہ

ہندوستان کی حکومت ایک جائزہ

موضوع کو اختیار کرنے کا سبب

توحید پھیلانے کے لئے محنت ضروری ہے

تمہید

دنیا کی سب سے عظیم نیکی توحید ہے اور دنیا کا سب سے بڑا جرم شرک ہے۔توحید اور شرک کی باریکیوں کو جاننا ہر مسلمان پر فرض ہے کیونکہ دنیا وآخرت کی کامیابی وناکامی کا دارومدار اسی پر ہے ۔آج ہم اپنے معاشرے کا جائزہ لیتے ہیں تو بہت سارے مسلمان جانے انجانے میں شرک کے دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ"

ترجمہ:"ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے بھی مشرک ہی ہیں۔" (سورۃ یوسف:12/106)

اگر بندہ توحید اور شرک کے بارے میں جانکاری حاصل نہیں کیا تو وہ مسلمان ہونے کے باوجود شرک میں مبتلا ہو سکتا ہے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ"

ترجمہ:"سو (اے نبی!) آپ یقین کر لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔" (سورۃ محمد:47/19)

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے نبی کریم ﷺ آپ لا الہ الا اللہ کے معنیٰ و مفہوم کو جان لیں۔جب نبی کریم ﷺ کو لا الہ الا اللہ کے بارے میں جاننے کا حکم دیا گیا ہے تو ہم امتی بدرجہ اولیٰ اس حکم میں داخل ہیں۔ہم پر لازم ہے کہ ہم توحید اور شرک کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کریں۔

نبوت سے پہلے ماحول کا ایک سرسری جائزہ:

بعثتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کا زمانہ جاہلیت کا زمانہ کہلاتا ہے کیونکہ آپ ﷺ کی بعثت سے قبل ساری دنیا شرک وبت پرستی کی تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔مکہ کے بائیں جانب اہلِ روم کی سلطنت تھی یہ اہلِ کتاب (عیسائی) تھے۔اس زمانے کا روم آج ۳۳ ممالک میں منقسم ہے۔ان ۳۳ ممالک میں فرانس، جرمنی، اٹلی، ٹرکی، سیریا، رشیا، لیبیا، اسپین وغیرہ ہیں۔

مکہ کے دائیں جانب اہلِ فارس کی حکومت تھی ۔ یہ لوگ مجوسی تھے آگ کی پوجا کرتے تھے ۔اور خیر وشر دو خدا کو مانتے تھے ۔اس زمانے کی اہلِ فارس کی حکومت آج کے ۱۷ ممالک جیسے:

ازبا کستان، افغانستان، خزاکستان، ارمینیا ،جارجایا، پاکستان، ہندوستان کے بعض ساحلی علاقے، بحرین، کویت، قطر، عمان، یو ای، ایران, ملیشیاء، انڈونیشیا وغیرہ پر مشتمل تھا۔

مکہ کے نچلے حصہ میں نجران کا علاقہ تھا جہاں عیسائی رہا کرتے تھے اور مدینہ میں یہودیوں کے تین قبیلے بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ رہا کرتے تھے جو حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے تھے ۔

مکہ میں مشرکین رہا کرتے تھے یہ لوگ بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے، ہر قبیلہ کا ایک الگ بت تھا اور کعبۃ اللہ میں تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ ان بتوں کو عمرو بن لحے سیریا سے لاکر کعبۃ اللہ میں نصب کیا تھا۔ یہ لوگ حج میں جو تلبیہ کہتے تھے اس میں بھی شرکیہ الفاظ استعمال کیا کرتے تھے وہ کہا کرتے تھے:

"لبيك اللهم لبيك لاشريک إلا شريكاً هو لك؛ تملكه، وما ملك"

ترجمہ: "یعنی اے اللہ ہم تیرے دربار میں حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں سوائے ایک شریک اور اس پر بھی تو ہی قادر ہے۔" نعوذ باللہ

(الراوی: عبداللہ بن عباس المصدر: صحیح مسلم:1185)

توحید کا لغوی معنی: ایک بنانا ہے

توحید کا اصطلاحی معنی: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ربوبیت، الوہیت اور اسماء وصفات میں ایک ماننا۔

توحید کے اقسام:

توحید کی تین قسمیں ہیں توحید ربوبیت، توحید الوہیت، اور توحید اسماء وصفات

توحید ربوبیت: اس بات کا اعتقاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ اپنے افعال یعنی خلق، رزق اور تدبیر میں یکتا وتنہا ہے مثلاً موت دینا، مرنے کے بعد دوبارہ اٹھانا، مصیبت ڈالنا، مصیبت ٹالنا، روزی دینا اور روزی میں تنگی کر دینا، بیماری ڈالنا اور شفاء دینا سب کچھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کام ہیں، کائنات میں کوئی پتا بھی ہل نہیں سکتا جب تک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حکم نہ ہو

توحید الوہیت: اس بات کا اعتقاد رکھنا کہ اللہ تعالی تمام ظاہری و باطنی اور قولی و فعلی عبادات میں یکتا وتنہا ہے اور اللہ کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں ہے. مثلاً نماز روزہ، زکوٰۃ، حج قربانی، دعا، نذر ونیاز وغیرہ ساری عبادتیں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے انجام دینی چاہیے کہ وہی ہر قسم کی عبادتوں کا اکیلا حقدار ہے

توحید اسماء وصفات: اس بات کا اعتقاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ قرآن اور صحیح احادیث میں مذکور اپنے اسماء وصفات میں یکتا وتنہا ہے اور انہیں بغیر کسی تمثیل تعطیل اور تکئیف کے ماننا۔

امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں باقاعدہ توحید کے موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے جسے "کتاب التوحید" کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اور قرآن مجید میں توحید کا ذکر اس کے حروف اصلی کے ساتھ ہوا ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۃ الاخلاص میں ارشاد فرمایا "قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (1)" کہو کہ وہ اللہ ایک ہے (سورۃ الاخلاص:112/1)

توحید سے متعلق کو پانچ اہم نکات۔

اور وہ پانچ باتیں یہ ہیں

1۔ پہلی بات اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات میں۔

2۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ناموں میں۔

3 - اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفات میں۔

4۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کاموں میں۔

5۔ عباتوں کی ساری قسموں میں۔

ان پانچ چیزوں میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرنا توحید کہلاتا ہے۔

انبیاء کی بعثت کا مقصد

توحید الوہیت جسے توحید عبادت بھی کہتے ہیں۔ اسی توحید کی خاطر اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہ السلام کو مبعوث کیا جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد ہے: "**وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ (25)**" آپ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو (سورۃ الانبیاء: 25/21)

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ۭ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ (سورة النحل 36)

ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔ پس بعض لوگوں کو اللہ تعالی نے ہدایت دی اور بعض پر گمراہی ثابت ہوگئی پس تم خود زمان میں چل پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا کچھ اہوا؟

جنات اور انسانوں کی پیدائش کا مقصد

اللہ تعالی نےٰ اسی توحید کے خاطر انسانوں اور جنوں کو پیدا کیا جیسا کہ سورۃ الذاریات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (56)" اور میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا نہیں کیا مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں۔(سورۃ الذریات:51/56)

اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرمارہے ہیں کہ میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیاہے کہ وہ صرف میری ہی عبادت کریں۔

شرک کی مذمت

شرک ایک عظیم گناہ

دنیا کا سب سے عظیم اور بڑا گناہ شرک ہے یہ اللہ تعالی کو ذرہ برابر بھی پسند نہیں اللہ تعالیٰ دنیا کا ہر گناہ معاف کر سکتاہے لیکن شرک کو کبھی معاف نہیں کرتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَى إِثْمًا عَظِيمًا یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا (سورۃ النساء:4/48)

قومِ نوح سے شرک کی ابتداء:

شرک کی ابتداء قومِ نوح سے ہوئی وہ اس طرح کہ جب ان کے نیک لوگ جیسے ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر وفات پاگئے تو شیطان نے قومِ نوح سے ان کی تصاویر اور مورتیں بنوا کر دھیرے دھیرے ان کی پوجا کروایا۔ جیسا حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«صَارَتِ الأَوْثَانُ الَّتِي كَانَتْ فِي قَوْمِ نُوحٍ فِي العَرَبِ بَعْدُ أَمَّا وَدٌّ كَانَتْ لِكَلْبٍ بِدَوْمَةِ الجَنْدَلِ، وَأَمَّا سُوَاعٌ كَانَتْ لِهُذَيْلٍ، وَأَمَّا يَغُوثُ فَكَانَتْ لِمُرَادٍ، ثُمَّ لِبَنِي غُطَيْفٍ بِالْجَوْفِ، عِنْدَ سَبَإٍ، وَأَمَّا يَعُوقُ فَكَانَتْ لِهَمْدَانَ، وَأَمَّا نَسْرٌ فَكَانَتْ لِحِمْيَرَ لِآلِ ذِي الكَلاَعِ، أَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِينَ مِنْ قَوْمِ نُوحٍ، فَلَمَّا هَلَكُوا أَوْحَى الشَّيْطَانُ إِلَى قَوْمِهِمْ، أَنِ انْصِبُوا إِلَى مَجَالِسِهِمُ الَّتِي كَانُوا يَجْلِسُونَ أَنْصَابًا وَسَمُّوهَا بِأَسْمَائِهِمْ، فَفَعَلُوا، فَلَمْ تُعْبَدْ، حَتَّى إِذَا هَلَكَ أُولَئِكَ وَتَنَسَّخَ العِلْمُ عُبِدَتْ»

ترجمہ: "قوم نوح کے بتوں کو کفار عرب نے لے لیا۔ دومتہ الجندل میں قبیلہ کلب ود کو پوجتے تھے، ہذیل قبیلہ سواع کا پرستار تھا اور قبیلہ مراد یغوث کو پوجتا تھا، پھر قبیلہ بنو غطیف اس کے پجاری ہوئے جو صرف کے رہنے والے تھے یہ شہر سبابستی کے پاس ہے۔ ہمدان قبیلہ یعوق کا پجاری تھا، آل ذی کلاع کا قبیلہ حمیر نسر بت کا ماننے والا تھا، یہ سب بت دراصل قوم نوح کے صالح، بزرگ، اولیاء اللہ لوگ تھے۔ ان کے انتقال کے بعد شیطان نے اس زمانہ کے لوگوں کے دلوں میں ڈالی کہ ان بزرگوں کی عبادت گاہوں میں ان کی کوئی یادگار قائم کریں، چنانچہ انہوں نے وہاں نشان بنا دیئے اور ہر بزرگ کے نام پر انہیں مشہور کیا جب تک یہ لوگ زندہ رہے تب تک تو اس جگہ کی پرستش نہ ہوئی لیکن ان نشانات اور یادگار قائم کرنے والے لوگوں کو مر جانے کے بعد اور علم کے اٹھ جانے کے بعد جو لوگ آئے جہالت کی وجہ سے انہوں نے باقاعدہ ان جگہوں کی اور ان ناموں کی پوجا پاٹ شروع کر دی۔"

(الراوی: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما   المصدر: صحیح البخاری: 4920)

عقیدہء توحید کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے تاریخ کا جاننا ضروری ہے اور یہ آپ کے ذہن میں اینٹی وائرا س سافٹ ویر کی طرح کام کرتا ہے جب کبھی آپ پر شرک کے وائرس کا حملہ ہوا تو یہ اینٹی شرک سافٹ ویر فوراً اس کو بتادے گا کہ یہ شرک ہے۔اس سے ہم گمراہی اور شرک میں پھنسنے سے بچ سکتے ہیں۔اور اس میں خطباتِ جمعہ کا رول بڑا اہم ہوتا ہے۔

امتِ مسلمہ کا فرضِ منصبی: شرک کا خاتمہ

نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔اب لوگوں کو شرک کی تاریکیوں سے نکال کر توحید کی راہ پر لانے کی ذمہ داری امتِ مسلمہ کے کندھوں پر ڈال دی گئی ہے۔اللہ تعالیٰ فرمایا:

"كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ"

ترجمہ:"تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو، اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو، اگر اہل کتاب بھی ایمان لاتے تو ان کے لئے بہتر تھا، ان میں ایمان والے بھی ہیں لیکن اکثر تو فاسق ہیں۔"(سورۃ آل عمران:3/110)

اہلِ علم فرماتے ہیں کہ سب سے بڑا معروف توحید اور سب سے بڑا منکر شرک ہے۔امت مسلمہ خیرِ امت ہے اور خیرِ امت ہونے کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کو بھلائی کا حکم دے اور برائیوں سے روکے۔آج ہمارا معاشرہ شرک وبت پرستی اور بداخلاقی میں ڈوبا ہوا ہے۔ہم ایک زندہ قوم ہیں ہمیں چاہئے کہ ہم لوگوں کو شرک سے بچاکر توحید کی طرف لانے کی کوشش کریں۔اس راہ میں ہمیں

خوب محنت کرنا ہے اور ہمیں اس وقت تک چین اور نیند نہیں آنا چاہئے جب تک ہمارے معاشرہ سے شرک اور بد اخلاقی کا خاتمہ نہ ہو جائے۔ اور اس کی ابتداء ہم اپنے گھر سے کریں۔

شرک سے سارے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں

شرک ایک ایسا سنگین گناہ ہے جس سے انسان کے سارے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں اللہ تعالی نے افضل الرسل حضرت محمد ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (65)" یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا۔(سورة الزمر:39/65)

اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نبی اکرم ﷺ کو خطاب کر کے فرما رہے ہیں کہ اے نبی کریم ﷺ اگر آپ بھی شرک کریں گے تو آپ کے سارے اعمال برباد اور ضائع ہو جائیں گے اور آپ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ شرک کے تعلق سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ غیور ہے اور یہ ایسا خطرناک جرم ہے جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کسی بھی حال میں معاف کرنے والے نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ایک قسم کی اللہ کے خلاف بغاوت ہے، اور یہ ایک معلوم اور واضح بات ہے کہ کوئی بھی عام بادشاہ اپنی حکومت کے خلاف بغاوت کو پسند نہیں کرتا تو ساری کائنات کا بادشاہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے خلاف بغاوت کو کیسے پسند کر سکتا ہے۔

اسی طریقے سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورہ انعام میں 18 نبیوں کا ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ "ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُم

مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ (88)" اللہ کی ہدایت ہی ہے جس کے ذریعے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کی ہدایت کرتا ہے اور ولو بالفرض یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے وہ سب اکارت ہو جاتے

(سورۃ الانعام:6/ 88)

ان آیات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ شرک ایک سنگین گناہ ہے اور قرآن مجید اور احادیث میں شرک کے بارے میں جتنی وضاحت ہے اتنی ہی زیادہ شرک کے تعلق سے جہالت آج کے مسلمانوں میں پائی جاتی ہے

ہر نماز میں " إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ "پڑھنا اسی عہد کا اعادہ ہے"کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں"(سورۃ الفاتحۃ:1/ 4) ہم اس آیت کو بغیر سمجھے ہر نماز میں پڑھتے ہیں اور ہم اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ہم اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ایک عظیم وعدہ اور معاہدہ کر رہے ہیں ۔ آج ہمارے معاشرے میں لوگ نہ جانے کتنی بدعات و خرافات میں ملوث ہیں، عبادات کی نئ نئ شکلیں ایجاد کر رکھی ہیں اور آباو اجداد کے نام پر قسم قسم کے رسومات انجام دیے جارہے ہیں۔ اور ان ساری چیزوں کو لوگ دین سمجھ بیٹھے ہیں اگر ہم صرف اس ایک آیت کو سمجھ جائیں گے تو سارے ہندوستان سے بدعات وخرافات اور شرک کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

توحید کے پیغام کو لوگوں تک پہنچانے کے لئے نبی کریم ﷺ کی تڑپ

آپ ﷺ نے قیامِ توحید اور شرک کے خاتمہ کے لئے کافی محنت کی مکی دور کے ابتداء میں آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں لوگوں کو توحید کی دعوت دینے کے لئے بنفسِ نفیس ہر قبیلے وخاندان تک

پہنچے۔ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری رحمہ اللہ اپنی کتاب " صحیح السیرۃ النبویۃ "میں فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ دینِ اسلام کی دعوت کے لئے مکے کے ہر ہر گھر کو دستک دی۔ آپ ﷺ نے ایک تحقیق کے مطابق ۹۹ غیر مسلم بادشاہوں اور حکمرانوں کے نام دعوتی خطوط لکھا۔ اور ان میں ۲۰ بادشاہوں اور حکمرانوں نے اسلام قبول کیا۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کے زمانے میں عرب مختلف قبیلوں میں منقسم تھے تقریبا ۲۰۰ قبیلے اپنے سرداروں کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہوگئے تھے۔ اس راہ میں اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی تڑپ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ عَلَى آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا"

ترجمہ:" پس اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائیں تو کیا آپ ان کے پیچھے اسی رنج میں اپنی جان ہلاک کرڈالیں گے ؟۔"(سورۃ الکہف:18/6)

یہی تڑپ اور جذبہ ہمارے اندر بھی ہونا چاہئے کہ تعارف اسلام دیں۔ آپ ﷺ کی محنت سے صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت تیار ہوئی۔ آپ ﷺ اور صحابہ کرام نے اپنے خونِ جگر سے گلشنِ توحید کو خوب سینچااور ان کی محنتوں سے دینِ اسلام سارے ادیان پر غالب آگیا،مکہ فتح ہوا قیصر وکسری کی سلطنتیں ختم ہوگئیں اور توحید ساری دنیامیں پھیل گیا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا"

ترجمہ:"وہی ہے جس نے اپنے رسول کوہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اسے ہر دین پر غالب کرے،اور اللہ تعالیٰ کافی ہے گواہی دینے والا۔"(سورۃ الفتح:48/28)

آپ ﷺ کی کوششیں مکی دور میں

نبوت کے بعد نبی اکرم نے توحید کے پیغام کو لوگوں آپ ﷺ نے قیامِ توحید اور شرک کے خاتمہ کے لئے کافی محنت کی مکی دور کے ابتداء میں آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں لوگوں کو توحید کی دعوت دینے کے لئے بنفسِ نفیس ہر قبیلے وخاندان تک پہنچے۔ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری رحمہ اللہ اپنی کتاب" صحیح السیرۃ النبویۃ"میں فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ دینِ اسلام کی دعوت کے لئے مکے کے ہر ہر گھر کو دستک دی۔ آپ ﷺ نے ایک تحقیق کے مطابق ۹۹ غیر مسلم بادشاہوں اور حکمرانوں کے نام دعوتی خطوط لکھا۔ اور ان میں ۲۰ بادشاہوں اور حکمرانوں نے اسلام قبول کیا۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کے زمانے میں عرب مختلف قبیلوں میں منقسم تھے تقریبا۲۰۰ قبیلے اپنے سرداروں کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہوگئے تھے۔اس راہ میں اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی تڑپ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ عَلَى آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا"

ترجمہ:" پس اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائیں تو کیا آپ ان کے پیچھے اسی رنج میں اپنی جان ہلاک کرڈالیں گے ؟۔"(سورۃ الکہف:18 /6)

یہی تڑپ اور جذبہ ہمارے اندر بھی ہونا چاہئے ہم شہر حیدرآباد کے ہر گلی اور ہر گھر جاکر اسلام کی دعوت دیں۔ آپ ﷺ کی محنت سے صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت تیار ہوئی۔ آپ ﷺ اور صحابہ کرام نے اپنے خونِ جگر سے گلشنِ توحید کو خوب سینچااور ان کی محنتوں سے دینِ اسلام سارے ادیان پر غالب آگیا،مکہ فتح ہوا قیصر وکسری کی سلطنتیں ختم ہوگئیں اور توحید ساری دنیا میں پھیل گیا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا"

ترجمہ:"وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے ہر دین پر غالب کرے،اور اللہ تعالیٰ کافی ہے گواہی دینے والا۔"(سورۃ الفتح:28 /48)

تک پہنچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔ مکہ میں جب بھی اور جہاں بھی موقع ملتا آپ ﷺ لوگوں کو توحید کی دعوت دیتے تھے لیکن اکثر لوگوں نے آپ ﷺ کی دعوت قبول کرنے کے بجائے آپ ﷺ کو تکلیف دینا شروع کر دیا پھر آپ ﷺ نے طائف کا رخ کیا تاکہ وہاں کے لوگوں کو توحید کی دعوت دیں اس وقت آپ کی عمر 51 سے 53 کے درمیان تھی، اور ہمارے ہندوستان میں یہ Retired ہونے کی عمر ہے لیکن نبی اکرم ﷺ اسی عمر میں اپنے سب مشکل ترین mission میں جٹے رہے۔ اسی عمر میں آپ نے مکے کے دور دراز بازاروں اور گلیوں میں جاکر اسلام کی دعوت دی، اور جب مدینہ آئے تو آپ کی عمر اور بڑھ چکی تھی نبی اکرم ﷺ نے امن کے قیام کے لئے جنگیں لڑیں۔ اندازہ لگائیے کہ آپ ﷺ کا کیا مینجمنٹ تھا اور کیسی محنت تھی۔ وہ بڑھاپا آج ہماری جوانیوں کو چیلنج کر رہا ہے کہ کیا تمہاری جوانیاں اسلام کے لئے وقف ہیں؟ کیا تمہاری توانائیاں، قابلیتیں اور وسائل اسلام کی نشر واشاعت کے لئے تیار ہیں؟ بہر کیف آپ ﷺ اپنے خادم زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ساتھ طائف جاتے ہیں۔ آپ ﷺ چاہتے تو گروپ کو ساتھ لے جاسکتے تھے لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا تاکہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ آپ ﷺ حملہ کرنے کی نیت سے آئے ہیں۔ دعوت کا کام ڈسٹرب نہ ہو جائے اس وجہ سے آپ اکیلے چل پڑے۔ مورخین کہتے ہیں کہ اس وقت سخت دھوپ تھی۔ اور طائف کا پہاڑ پانچ ہزار فٹ کی اونچائی پر ہے، اور وہ نوکیلے پتھروں سے بھرا ہے، مکہ سے طائف کے درمیان کا فاصلہ 87 کلومیٹر ہے۔ آپ ﷺ ساری صعوبتوں کو برداشت کر کے جب وہاں پہونچے تو مکے والوں نے پہلے ہی سے وہاں کے لوگوں کے ذہنوں میں غلط فہمی ڈال رکھی تھی لہذا وہاں کے سرداروں نے طائف کے پاگل اور اوباش لوگوں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیا۔ ان بدمعاشوں نے نبی اکرم ﷺ پر اتنے پتھر برسائے کہ سارا جسم خون سے لہولہان ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ کی پوری زندگی میں آپ کے جسم اطہر پر سولہ مرتبہ حملے ہوئے، اور ان حملوں میں سب سے

زیادہ تکلیف دہ حملہ طائف کا حملہ تھا۔ جوانی کی حالت میں اگر جسم پر کوئی زخم لگتا ہے تو زخم کو مندمل ہونے اور بھرنے میں زیادہ دیر نہیں لگتی، لیکن ایک بوڑھے جسم پر جب زخم لگتا ہے تو زخم سوکھنے میں کافی وقت لگ جاتا ہے۔

اس حملے کی وجہ سے جو خون نکلا اور جسم پر جو زخم آئے اس کی وجہ نہ جانے کتنی راتیں آپ ﷺ نے تکلیف سے گزاریں۔ وہ تکلیف کی راتیں آج ہمیں کہہ رہی ہیں اے مسلمانو اسلام کے تعلق سے Serious ہو جاؤ، اسلام پر خود بھی عمل کرو اور اس پیغام کو دوسروں تک پہنچاؤ۔ ایک مسلمان صرف اپنی ہی نہیں بلکہ دوسروں کی نجات کی بھی فکر کرتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ (6)" اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں جنہیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں (سورۃ التحریم:66/6)

ایک مسلمان خود غرض Selfish نہیں ہو سکتا ہے، ایک مسلمان خود بھی اسلام پر عمل کرتا ہے اور دوسروں تک اس کے پیغام کو پہنچاتا ہے۔

آپ ﷺ کی کوششیں مدنی دور میں

صلحِ حدیبیہ کی وجہ سے عرب میں جنگ کا ماحول ختم ہو چکا تھا اور ہر طرف امن وآمان کی فضا قائم ہو گئی تھی۔ لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے تو نبی اکرم ﷺ ہماری طرح ہاتھ پر ہاتھ دھرے آرام سے نہیں بیٹھے بلکہ آپ ﷺ نے اس ماحول کا پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس وقت

کے بادشاہوں کے نام خطوط لکھے اور انہیں اسلام کی طرف دعوت دی۔ علامہ بن قیمؒ نے 20 سے 30 خطوط جمع کئے ہیں اور بعض مورخین نے 99 خطوط کو جمع کیا، ایک خط بھیجنے کے لئے اس زمانے میں کافی تکلیف ہوتی تھی۔ نبی اکرم ﷺ کو لکھنا نہیں آتا تھا تو آپ ﷺ نے لکھنے والوں کی مدد لی، لیکن ہماری طرح بہانے بنا کر نہیں بیٹھ گئے۔

اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ ساری انسانیت جہنم سے بچے تو آپ کو اسلام اور توحید کے تعلق سے معلومات حاصل کرنا ہوگا اور اس کے بعد اس کو لوگوں تک پہونچانا ہوگا اور اس کے لئے کافی محنت کرنا پڑے گا۔ نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام کو جب خطوط کے ساتھ روانہ ہونے کو کہتے تو وہ بلا چوں وچرا تیار ہو جاتے اور جہاں نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا وہاں پہونچ کر خط پہنچایا کرتے تھے۔ کسی صحابی نے کوئی بہانا نہیں بنایا، اپنے گھروں کے سلسلے میں کوئی شکایت نہیں کی کہ اگر میں جاؤں گا تو میرا گھر کیسے چلے گا میرے بچے کیا کھائیں گے، بلکہ انھوں نے اپنے گھر کی بھی ایسی تربیت کی تھی کہ وہ بھی دین کے لئے ہر چیز کی قربانی دینے کے لئے تیار تھے۔

انہی میں اسے ایک واقعہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے، تاکہ ہمیں اندازہ ہوسکے کہ انھوں نے دین کے لئے کیسی اور کتنی محنت کی تھی۔

مقوقس جو ایلگزانڈریا (جس کو آج اسکندریہ کہا جاتا تھا) کا بادشاہ تھا۔ یہ علاقہ مصر میں پایا جاتا ہے، اور مدینہ سے یہ تقریبا1000 ایک ہزار کلومیٹر دوری پر ہے۔ جس صحابی کو یہ کام سونپا گیا تھا وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس خط کو لیا اور چل پڑا۔ راستے میں ایک سمندر پڑتا تھا جس کو بحیرہ احمر کہا جاتا ہے ، صحابی کہتے ہیں کہ میں نے صرف نبی اکرم ﷺ کے اس خط کو پہونچانے کے لئے کشتی چلانا سیکھا۔ اس صحابی نے نہ صرف کشتی چلانا سیکھا بلکہ مصر کی قبطی زبان بھی سیکھ لی اور نبی اکرم ﷺ کا پیغام اس

بادشاہ تک پہونچادیا۔ ایک مسلمان کے لئے اسلام پر عمل کرنے اور اس کے پیغام کو دوسروں تک پہنچانے لے لئے کافی محنت کرنی پڑتی ہے۔ کسی شاعر نے کہا

یہ شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے　　　لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

عزت وسربلندی توحید سے وابستہ ہے

تاریخ گواہ ہے جس کسی نے بھی توحید کے لئے محنت کیا اور اس کا ساتھ دیا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کو عزت وسربلندی کے اونچائیوں پر فائز کر دیا اور جس کسی نے بھی شرک کا ساتھ دیا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کو پستی کے گہرے کنویں میں ڈال دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا تھا:

" إِنَّا كُنَّاَ أَذَلَّ قَوْمٍ فَأَعَزَّنَاَ اللهُ بِالإِسْلَامِ فَمَهْمَا نَطْلُبُ العِزَّ بِغَيْرِ مَا أَعَزَّنَا اللهُ بِهِ أَذَلَّنَا اللهُ "

ترجمہ: "یقیناً ہم ایک ذلیل قوم تھے، ہمیں اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے عزت وسربلندی بخشی، جب کبھی ہم اس عزت وسربلندی کا سبب بننے والی چیز کے علاوہ سے عزت کے خواہاں ہوں گے، اللہ ہمیں ذلیل کر دیں گے۔"

(الراوی: طارق　　　المصدر: صحیح الترغیب والترھیب (3 / 63)

خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح موقوف)

ہندوستان کی مغلیہ سلطنت ایک جائزہ

ہندوستان کی مغلیہ سلطنت، ایک طاقتور اور زبردست سلطنت تھی دہلی میں آج بھی اس حکومت کے آثار نظر آتے ہیں، مغل سلطنت آج کے زمانے کے 8 ملکوں افغانستان، پاکستان، بنگلہ

دیش، ہندوستان، برما، نیپال، سری لنکا، مالدیپ، پر مشتمل تھی، ان سارے ممالک پر مغل حکومت کا قبضہ تھا جس کو دیکھ کر انگریز بھی حیران تھے لیکن جب انھوں نے اپنی حکومت میں توحید کے بجائے شرک کا ساتھ دیا اور اپنے بادشاہوں کو "**ظل الٰہی**" کے القاب سے پکارنے لگے، اسلام کو چھوڑ کر کفر و شرک اور غیر اسلامی رسومات اور کلچر کو ملا کر ایک نیا دین "**دین الٰہی**" کے نام سے بنالیا جو کہ سارے مذاہب کا Cocktail تھا ان ساری چیزوں کی وجہ اللہ تعالی اس سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔

سلطنتِ بغداد ایک جائزہ

بغداد کی حکومت کافی ترقی یافتہ حکومت تھی اگر کوئی آدمی ساری دنیا گھوم لیتا اور بغداد کی سیر سے محروم ہوتا تو لوگ کہتے تھے کہ اس نے دنیا ہی نہیں دیکھی اور اگر کوئی صرف بغداد جاتا تو کہتے تھے کہ اس نے ساری دنیا دیکھ لی ہے. ترقی کا یہ عالم تھا کہ ساری دنیا کے لوگ کڑک اور سخت کپڑا پہنتے تھے اور اہل بغداد نرم و نازک کپڑے زیب تن کرتے اور یہ فن اس وقت ساری دنیا میں صرف بغداد والوں کے پاس ہی تھا، ان ساری ترقیوں کے باوجود جب انھوں نے قرآن مجید کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مخلوق کہا جیسے کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کلمے ہیں جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے منہ سے نکلے ہوئے ہیں اور اس طرح وہ کلمہ بڑھتے بڑھتے ایک جسم کی شکل میں تبدیل ہو گیا تو حضرت عیسیٰ وجود میں آئے۔ ان کے اس عقیدے سے متاثر ہو کر اہل بغداد کے معتزلہ نے کہا کہ قرآن بھی اسی طریقے کے کلمات ہیں اور یہ مرنے والے ہیں، جب انھوں نے اس عقیدے کو پھیلانے کی کوشش کی (جبکہ ہمارا یعنی نبی اکرم ﷺ اور صحابہ یہ عقیدہ ہے کہ قرآن مجید اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کلام ہے، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفت ہے۔) تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بغداد کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

بالکل اسی طرح اگر آپ کے پاس کوئی قابلیت Skill، یا کوئی خاص علم یا ٹکنالوجی یا قوتِ گویائی کی صلاحیت ہے، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو ٹی وی یا ریڈیو پر بولنے کا موقع بھی عنایت کیا ہے اور اگر آپ ان نعمتوں کو شرک پھیلانے کے لئے استعمال کرنے لگیں گے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ سے ان نعمتوں کو چھین لے گا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ یہ کبھی پسند نہیں کرتا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے شرک کو پھیلایا جائے۔

اسپین کی سلطنت ایک جائزہ

اسپین پر مسلمانوں نے تقریباً800 سال تک حکومت کی، اور ان کی حکومت کے بارے میں یہ مرقوم ہے کہ سارے دنیا کے ممالک کے لوگ حتی کہ یورپ اور امریکہ بھی جب اندھیرے میں سو رہے تھے، تو اسپین والوں نے ایسی ٹکنالوجی ایجاد کرلی تھی کہ ان کا سارا شہر روشنی میں جگمگاتا تھا۔ایسی ترقی یافتہ حکومت میں جب عقیدے کا بگاڑ شروع ہو گیا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس حکومت کو نسیت ونابود کر دیا۔

لیکن اس کے مقابلے میں جب بھی مسلمانوں نے توحید کا ساتھ دیا، اور شرک وبدعت کو کبھی برداشت نہیں کیا تو کامیابی و سربلندی ان کا مقدر بنی، وہ ساری دنیا پر حکومت کے مستحق ہوے کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ ان کے آنکھ میں آنکھ ملا کر بات کرے ہمارے اسلاف اسی توحید کے سبب صرف نوے 90 سال میں مسلمان تین بر آعظموں Three Continents پر اپنی حکومت قائم کر چکے تھے۔اس زمانے تین بر آعظم Three Continents آج کے 50 ممالک کو محیط ہے۔

لیکن جب ہم شرک کے راستے پر چلئے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہماری ساری طاقتیں چھین لیں،
یاد رکھئے توحید کے اندر اتنا power ہے کہ وہ بندے کو ذرے سے نکال کر ستاروں تک پہونچا دیتی ہے
۔

سعودی حکومت ایک جائزہ

سعودی حکومت جو آج کافی عروج پر ہے۔انہوں نے ابتدا میں توحید کا ساتھ دیا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کا ساتھ دیا۔

امام محمد بن عبد الوھّاب رحمہ اللہ نے دیکھا کہ عرب میں ہر جگہ شرک وبدعت کا بول بالا ہے یہاں تک کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توحید کے دومراکز مکہ اور مدینہ میں بھی لوگ شرک کا ارتکاب کررہے ہیں۔انھوں نے توحید کا کام کرنا شروع کیا اور عیینہ سے اس کی شروعات کی تو اس قبیلے کے لوگوں نے انہیں اتنا مارا پیٹا کہ زخموں سے بے ہوش ہوکر گر پڑے،اور اس کے بعد انہوں نے ان کو اٹھاکر قبیلے کے علاقے سے باہر پھینک دیا۔اس کے بعد قبیلہ ء آل سعود کے لوگوں نے انہیں اٹھاکر محمد بن السعود جو کہ اس قبیلے کے سردار تھے کے پاس لے آئے،جب محمد بن عبد الوھّاب کو ہوش آیا تو انھوں نے پوچھا کہ کس بنیاد پر آپ کو مارا گیا؟،محمد بن عبد الوھّاب نے جواب میں یہ آیت پڑھی "وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَن يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ (8)" یہ لوگ ان مسلمانوں(کے کسی اور گناہ کا)بدلہ نہیں لے رہے تھے،سوائے اس کے کہ وہ اللہ غالب لائق حمد کی ذات پر ایمان لائے تھے (سورۃ البروج:85/8)

یعنی انہوں نے کہا کہ میں نے ان کی کوئی زمین چرائی اور نہ ہی میں نے ان کو کبھی برا بھلا کہا بلکہ میں نے تو صرف انہیں ایک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف دعوت دی اور شرک سے روکا جو کہ انہیں پسند

نہیں تھا اس پر انہوں نے مجھے زخمی کیا۔ محمد بن السعود نے کہا کہ اگر آپ توحید کے لئے کھڑے ہیں تو میں آپ کا مکمل ساتھ دینے کے لئے تیار ہوں، اس میدان میں آپ کا علم ہو گا اور میری طاقت ہو گی، اور ہم دونوں مل کر پورے عرب سے شرک کا خاتمہ کریں گے۔ اور آپ کو یہ جان کر حیرت ہو گی کہ آل سعود کا قبیلہ بہت چھوٹا تھا۔ لیکن محمد بن عبد الوھّاب نے کہا کہ اے قبیلے کے سردار اگر تم نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ساتھ دیا تو بہت جلد اللہ سبحانہ و تعالیٰ آپ کو سارے عرب پر غلبہ عطا کریں گے ان شاء اللہ۔ اور اگر کل کے دن تمہیں حکومت مل جائے تو کسی بھی حال میں آپ علم کو نہیں چھوڑیں گے۔

الحمد للہ آج سعودی عرب شرک سے مکمل طور پر پاک ہے کیونکہ وہاں پر ہمارے اسلاف نے اخلاص نیت کے ساتھ توحید کے علم کو بلند کیا تھا۔ اور توحید کے لئے بہت زیادہ محنت کی گئی تھی۔

ہندوستان کی حکومت ایک جائزہ

اللہ سبحانہ و تعالیٰ توحید کے ذریعہ جس طرح اہل عرب کی مدد کی اسی طرح اہل ہند کی بھی مدد کی۔

1833ء ہندوستان انگریزوں کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوا تھا اور ہندوستان کی آزادی کے لئے مسلمانوں نے جتنی محنت کی اور جتنا خون بہایا اتنا خون کسی اور نے نہیں بہایا ہے۔ شاعر نے کہا

وطن کو جب لہو کی ضرورت پڑی سب سے پہلے ہماری ہی گردن کٹی

پھر بھی کہتے ہیں ہم سے یہ اہلِ وطن یہ وطن ہمارا ہے تمہارا نہیں

اگر ہندوستان کی 1833 کی تاریخ الٹ کر دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ شاہ اسماعیل شہیدؒ جو ایک اہلحدیث عالم دین تھے انہوں ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے "تقویۃ الایمان" ہے آج بھی یہ کتاب

اہل حدیث مدارس میں شاملِ نصاب ہے۔ انہوں نے توحید کو بنیاد بنا کر ایک چھوٹی سی ٹیم کے ذریعہ جنگ آزادی لڑی تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد آئی، اور دیکھتے ہی دیکھتے سارے ہندوستان میں یہ جماعت پھیل گئی اور انھوں نے سارے انگریزوں کو ہندوستان سے باہر نکال دیا۔ آزادی کی یہی چنگاری سلگتے سلگتے 1947ء میں شعلہ بنی اور جس سے ہندوستان انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہوا۔

اسی طرح محمد بن عبد الوھّابؒ نے ایک کتاب لکھی جس نام **"کتاب التوحید"** ہے۔ یہ دونوں کتابیں آج ہر گھر میں ہونا ضروری ہے، روزانہ آپ خود ان کتابوں کو پڑھئے اور اپنے بچوں کو پڑھایئے۔

غرض یہ کہ جنھوں نے بھی توحید کو بنیاد بنا کر کام کیا انہیں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت حاصل رہی اور وہ دنیا و آخرت دونوں میں کامیاب و کامران رہے اور اس کے بالمقابل جو بھی شرک کو بنیاد بنا کر کام کیے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں دنیا میں بھی ذلیل و رسوا کیا اور آخرت میں ان کے لئے ابدی جہنم کا فیصلہ کیا جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ" إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ (72)" بے شک وہ لوگ کافر ہوگئے جن کا قول ہے کہ مسیح ابن مریم ہی اللہ ہے حالانکہ خود مسیح نے ان سے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل! اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے، یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے، اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے اور گنہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا (سورۃ المائدۃ: 5/72)

آخر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسلام پر عمل کرنے اور اس کی خدمت کرنے کا جذبہ ہمارے دلوں میں ڈال دے، ہمیں توحید خالص کو اپنانے اور پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

امتِ محمدیہ میں فرقے کیسے وجود میں آئے؟

عناصرِ خطبہ

تمہید

صحابہ کرام کے ادوار اور فرقے

چار مسائل جن کی وجہ سے فرقے وجود میں آئے

پہلا مسئلہ: امامت وخلافت اور اس میں گمراہ فرقے

رافضیہ

رافضیہ اور اس کے تین فرقے: (المفضلۃ السابۃ الغالیۃ)

فرقہ ءخوارج اور اس کا عقیدہ اوراس کے اوصاف

فرقہ ءمعتزلۃ

دوسرا مسئلہ: ایمان کا بڑھنا اور گھٹنا اور اس میں گمراہ فرقے

مرجئۃ اور اس کا عقیدہ

کرامیہ اور اس کا عقیدہ

تیسرا مسئلہ: تقدیر اور اس میں گمراہ فرقے

قدریہ اور اس کا عقیدہ

جبریہ اور اس کا عقیدہ

چوتھا مسئلہ: اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات اور اس میں گمراہ فرقے

جہمیہ اور اس کا عقیدہ

فرقہء مشبہ

فرقہء مؤولہ

فرقہء اشاعرہ

فرقہء مفوضیہ

فرقوں کے وجود میں آنے کا ایک اہم سبب نام نہاد مسلمان، عقل پرستی، علمِ کلام اور فلسفہ

صوفیت اور اس کے فرقے

اسماعیلیہ اور اس کے فرقے

فرقہء ناجیہ اور اس کی علامت

ائمہ اربعہ کا عقیدہ

تمہید:

طلوع اسلام سے قبل لوگ شرک وبت پرستی کی گھٹاٹوپ تاریکیوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ لوگ پتھر، درخت، چاند، سورج، کواکب، جنات، فرشتوں اور نیک لوگوں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ الغرض لوگوں نے بے شمار معبود رکھے تھے۔ ایسی صورت حال میں رب العالمین نے رحمت

للعالمین کو ایک ایسی شمع دے کر بھیجا جس کی روشنی سے جہالت وضلالت کی ساری تاریکیاں چھٹ گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ"

ترجمہ:"وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔ یقیناً یہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔"(سورۃ الجمعۃ:62/2)

مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ تصحیحِ عقیدہ کے لئے کتاب وحکمت (قرآن وحدیث) کی تعلیم دینا ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں گمراہ فرقے جیسے: مرجئہ اور رافضیہ وغیرہ کا وجود نہیں تھا۔ یہ سب فرقے بعد میں پیدا ہوئے۔ اگر ہم ان کی گمراہی کی وجہ ڈھونڈتے ہیں تو سب سے بڑی وجہ یہی سامنے آتی ہے کہ انہوں نے دین کے حصول کے سلسلے میں منہجِ صحابہ کو ترک کردیا تھا۔ عقل کو نقل پر ترجیح دی تھی، حالانکہ نبی کریم ﷺ ہمیں بڑی ہی واضح اور روشن شاہراہ پر چھوڑ گئے ہیں کہ جس کی راتیں بھی دن کی طرح واضح ہیں ۔جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا، لَا يَزِيغُ عَنْهَا بَعْدِي إِلَّا هَالِكٌ"

ترجمہ:"یقینا میں تمہیں ایک ایسے دین پر چھوڑ کر جارہا ہوں جس کی راتیں اس کے دن کی طرح روشن ہیں میرے بعد اس دین سے کوئی نہیں ہٹے گا مگر ہلاک ہونے والا۔"

(الراوی: عرباض بن ساریۃ　　　المصدر: سنن ابن ماجۃ　رقم الحدیث:43
خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

اور ہمیں اس راہ پر ثابت قدم رہنے کے لئے ایک ایسی دعا بھی سکھائی ہے جسے ہم ہر نماز میں پڑھتے ہیں:

"اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ"

ترجمہ:"اے اللہ تو ہمیں صراط مستقیم پر چلا۔"(سورۃ الفاتحۃ:6/1)اور یہاں صراط مستقیم سے مراد انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کا راستہ ہے۔

یہ بات کسی سے مخفی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ اس کو تمام ادیان پر غالب کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ"

ترجمہ:"اسی نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے کہ اسے اور تمام مذہبوں پر غالب کر دے اگرچہ مشرک برا مانیں۔"(سورۃ التوبۃ:33/9)

لہذا ہمیں دین کے ہر معاملے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے نقشِ قدم پر چلنا ہے اور ہمیں اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ، اس کی کتاب اور آخرت پر ویسے ہی ایمان لانا ہے جیسے صحابہ کرام ایمان لائے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ "

ترجمہ:"اگر وہ تم جیسا ایمان لائیں تو ہدایت پائیں، اور اگر منہ موڑیں تو وہ صریح اختلاف میں ہیں۔"(سورۃ البقرۃ:137/2)

اور نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا راستہ ہی صراط مستقیم ہے، اگر ہم ان کے راستہ سے ہٹ جائیں گے تو گمراہ ہو جائیں گے اور ہمارا ٹھکانہ جہنم ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا"

ترجمہ:"جو شخص باوجود راہِ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بھی رسول (ﷺ) کا خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور دوزخ میں ڈال دیں گے، وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔"(سورۃ نساء:4/115)

الغرض ابتدائے اسلام میں کسی فرقہ کا وجود نہیں تھا سب کے سب اسی صراطِ مستقیم پر گامزن تھے لیکن لوگ جب خیر القرون سے دور ہوئے تو صراطِ مستقیم سے ہٹنے لگے اس طرح امت میں نئے نئے فرقوں کا وجود ہوا۔ جنہوں نے اسلام کی شبیہ کو بگاڑ دیا اور دین کے نام پر بہت سارے غلط عقائد اور بدعات کو پھیلانا شروع کیا۔ مگر اللہ تعالی نے ہر دور میں دین کی حفاظت کے لئے ایسے علمائے کرام کو پیدا کیا جو اپنی دعوت اور کتابوں کے ذریعے گمراہ فرقوں پر رد کرتے رہے اور صحیح اور خالص دین کو پیش کرنے کی کوشش میں لگے رہے۔

صحابہ کے ادوار اور فرقے

پہلا دور:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ادوار میں پہلا دور ابو بکر صدیق اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کا دور ہے۔ ان دونوں کا دور فتنوں سے بالکل پاک تھا اور عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فتنوں کو پَر مارنے کی بھی گنجائش نہیں تھی۔ کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ قلعہء اسلام کا ایک مضبوط دروازہ تھے۔ اللہ کے فضل وکرم سے ان کے دور میں کسی قسم کے فرقے کا وجود نہ تھا۔

آخری دور:

یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دور ہے۔ اس دور میں بہت سارے فتنے سر اٹھائے۔ مختلف مسائل کو لیکر کئی سارے فرقوں اور جماعتوں نے جنم لیا۔

آیئے ہم سب سے پہلے ان مسائل کو جانتے ہیں جن کی وجہ سے فتنے رونما ہوئے اور فرقے وجود میں آئے ساتھ ہی سر سری طور پر ان فرقوں کا ذکر کریں گے جو ان چار مسائل میں خلل اور گمراہی کی وجہ سے وجود میں آئے:

چار اہم مسائل جن کی وجہ سے فرقے وجود میں آئے

پہلا مسئلہ: امامت و خلافت اور اس میں گمراہ فرقے:

عبد اللہ بن سبا ایک یہودی تھا، سب سے پہلے اس نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی امامت پر سوال کھڑا کیا اور کہا کہ آل بیت پر ظلم ہورہا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ خلافت کے زیادہ حقدار ہیں، اس نے عثمان رضی اللہ عنہ کی نرمی کا غلط فائدہ اٹھاتے ہوئے جھوٹ کا سہارا لیکر حبِ آل بیت کی آڑ میں ان کے خلاف پروپگنڈہ کیا۔ اور اس کی ابتداء اس نے مدینہ سے کی، چونکہ مدینہ میں صحابہ کی کثرت تھی کسی نے اس کی بات نہیں مانی تو اس نے بصرہ کا رخ کیا وہاں کے اکثر لوگ اس کے حامی ہوگئے اسکے بعد یہ کوفہ، دمشق اور مصر گیا وہاں کچھ لوگ اس کے حامی ہوگئے اس فسادی محنت کے نتیدہ میں ایک جماعت خوارج پیدا ہوئی جنھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا اور آخر کار حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا۔

جب آدمی غلط فہمی کا شکار ہوتا ہے تو وہ قتل کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا۔ اس لئے نوجوانوں سے گزارش ہے کہ علماء اور دیندار طبقہ کے بارے میں اپنے ذہنوں میں غلط فہمی پیدا نہ کریں۔ یہ ہمیں دین سے دور کرنے کی اغیار کی ایک بہت بڑی سازش ہے اور یاد رکھیں "لحوم العلماء مسموعة" علماء کا گوشت کھانا بڑا زہریلا ہوتا ہے۔

بہر کیف جب انھوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل کر دیا تو اس کے بعد رفض کو اپنا ہتھیار بنایا، یعنی آل بیت کی محبت کی آڑ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینا شروع کر دیا۔

اس مسئلہ میں گمراہ فرقے

رافضہ اور اس کے فرقے:

زیدیہ: دراصل زیدیہ فرقہ نے حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنھما کے تعلق سے نرمی اختیار کی اور ان کے حق میں اچھی بات کہی۔

رافضیہ: زیدیہ کے علاوہ بقیہ نے رفض (انکار) کی راہ اختیار کی جنہیں روافض بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے اہلِ بیت کو خلافت کا زیادہ مستحق سمجھا۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کرتے تھے اور انہیں گالیاں دیتے تھے۔ انہوں نے اس فکر کو لوگوں میں عام کی تو کمزور اور کم عقل لوگ ان کے جھانسے میں آ گئے۔ رافضیہ کے بعد آہستہ آہستہ خوارج، قدریہ، جہمیہ، معتزلہ جیسے مختلف فرقے وجود میں آئے۔

رافضیہ کے تین فرقے: پھر رافضیہ بھی تین فرقوں میں بٹ گئے اور ان تینوں کے عقائد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام کے تعلق سے تھوڑے بہت مختلف ہیں۔

۱) **المفضلة:** یہ وہ فرقہ ہے جو کہتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کا مقام ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر ہے اور خلافت کے زیادہ مستحق حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنھما پر فضیلت دی۔

۲) **السابة:** یہ وہ فرقہ ہے جو کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مانتا ہے اور بقیہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتا ہے۔

الغالیة: یہ وہ فرقہ ہے جو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی وحی آتی تھی، آپ کے پاس قرآن اور صحیح احادیث کے علاوہ کچھ اور بھی علم بھی تھا۔ آپ وصی ہیں جیسے کہ موسی

علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد ہارون علیہ الصلاۃ والسلام وصی تھے۔ لیکن صحیح بخاری کے اندر حدیث میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہہ دیا:

"مَا عِنْدَنَا كِتَابٌ نَقْرَؤُهُ إِلَّا كِتَابُ اللَّهِ غَيْرَ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ"

ترجمہ:"کہ میرے پاس قرآن مجید اور صحیح احادیث کے علاوہ کوئی علم نہیں ہے۔"

(المصدر: صحیح بخاری رقم الحدیث:6755 الراوی:یزید بن شریک)

حقیقت یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کا ان فتنوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ وہ لوگ علی رضی اللہ عنہ کے نام کو استعمال کر کے اسلام کے خلاف سازش کر رہے تھے۔

۲۔ فرقہ ءخوارج: جنگِ صفین کے بعد حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما نے آپس میں صلح کر لیا تو خوارج حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا ہے، آپ توبہ کیجئے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف جنگ کیجئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا، اس پر خوارج نے دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کافر قرار دیا (معاذ اللہ) اور ان کے خلاف اعلان جنگ کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں بہت سمجھایا لیکن وہ نہیں مانے آخر کار حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف کاروائی کی جس سے ان کا زور ٹوٹ گیا۔

خوارج کے اوصاف اور ان کا عقیدہ:

خوارج ایک متشدد فرقہ ہے اوران کا نعرہ "لا حکم الا اللہ" ہے۔ یہ مرتکبِ کبیرہ کو کافر قرار دیتا ہے جبکہ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ گناہ ِ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا مومن ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی الصحیح الجامع میں ایک باب باندھا ہے اور اس میں کئی آیات کو جمع کیا ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مرتکبِ کبیرہ مومن ہی ہے۔ اللہ تعالی نے سورۃ الحجرات میں فرمایا:

"وَإِن طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا ۖ فَإِن بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ ۚ فَإِن فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا ۖ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ "

ترجمہ:" اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں میل ملاپ کرا دیا کرو۔ پھر اگر ان دونوں میں سے ایک جماعت دوسری جماعت پر زیادتی کرے تو تم (سب) اس گروہ سے جو زیادتی کرتا ہے لڑو۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے، اگر لوٹ آئے تو پھر انصاف کے ساتھ صلح کرا دو اور عدل کرو بیشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔" (سورۃ الحجرات:9/49)

مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ مرتکب ِ گناہ ِ کبیرہ کافر نہیں ہے کیونکہ لڑنا کبیرہ گناہ ہے اس کے باوجود قرآن انہیں مومن کہہ رہا ہے۔

خوارج کا جدامجد ذوالخویصرۃ:

ان کا جدامجد عبداللہ بن ذو الخویصرہ ہے۔انکی صفات بیان کرتے ہوئے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَقْسِمُ قِسْمًا، أَتَاهُ ذُو الخُوَيْصِرَةِ، وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اعْدِلْ، فَقَالَ: «وَيْلَكَ، وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ، قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ» . فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ائْذَنْ لِي فِيهِ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ؟ فَقَالَ: «دَعْهُ، فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلاَتَهُ مَعَ صَلاَتِهِمْ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ، يَقْرَءُونَ القُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ "

ترجمہ:" ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس تھے، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مالِ غنیمت تقسیم فرمارہے تھے کہ عبداللہ بن ذوالخویصرہ تمیمی آیا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عدل سے کام لیجئے، آپ

ﷺ نے فرمایا تیری بربادی ہو اگر میں عدل نہ کروں تو اور کون عدل کرے گا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اڑادوں آپ ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ اس کے ایسے ساتھی ہیں کہ آپ میں سے کوئی شخص ان کی نماز کے مقابلے میں اپنی نماز کو حقیر سمجھے گا اور اپنے روزے کو ان کے روزے کے مقابلے میں حقیر سمجھے گا یہ لوگ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔"

(الراوی: ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ المصدر: صحیح البخاری:3610)

۳۔ فرقہ ءمعتزلہ: اس فرقہ کا بانی واصل بن عطاہے جو ایرانی تھا اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا شاگرد تھا، اس نے حضرت حسن بصری سے کچھ سوالات کیے جن کا جواب انہوں نے اھل السنۃ والجماعۃ کے منہج کے مطابق دیا تو اس نے ان کے حلقے سے نکل کر اپنا ایک نیا حلقہ بنالیا۔ علماء اور محققین کہتے ہیں کہ یہ معتزلہ دراصل گزرے ہوئے سارے گمراہیوں کا ایک مجموعہ ہے۔ جن لوگوں کو اپنی عقل پر غرور ہوتا ہے شیطان انہیں جلد گمراہ کر دیتا ہے۔ اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا نہ مومن ہے اور نہ ہی کافر ہے، اس فرقہ نے عقل اور فلسفہ کو زیادہ ترجیح دی۔ اور بعد میں یہ فرقہ مختلف فرقوں میں بٹ گیا اور اس کے بعض فرقے والوں نے اپنے فرقہ کے بانی کو ہی کافر قرار دیا۔

دوسرا مسئلہ: ایمان کا بڑھنا اور گھٹنا اور اس میں گمراہ فرقے

ا۔ مرجئہ اور اس کا عقیدہ:

دورِ صحابہ میں مرجئہ فرقہ بھی وجود میں آیا۔ مرجئہ کے دو گروہ ہیں: ایک فقہاء مرجئہ اور دوسرا متکلمین مرجئہ۔ متکلمین مرجئہ کا عقیدہ ہے کہ ایمان میں کمی بیشی نہیں ہوتی اور یعنی عمل نہ

کرنے سے ایمان کو کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ ایمان کا تعلق زبان اور دل سے ہے نہ کہ اعمال سے۔ جبکہ جمہور اہل السنۃ والجماعۃ کہتے ہیں کہ:" الایمان یزید بطاعة الرحمٰن وینقص بطاعة الشیطان "کہ ایمان رحمٰن کی اطاعت سے بڑھتا ہے اور شیطان کی اطاعت سے گھٹتا ہے۔

۲۔ کرامیہ اور ان کا عقیدہ:

کرامیہ کا ظہور تیسری صدی ہجری میں ہوا اس کا بانی محمد بن کرام السجستانی ہے اور اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ ایمان صرف معرفتِ الٰہی کا نام ہے۔ جبکہ سلف میں سے بعض کہا کرتے تھے کہ جو یہ کہتا ہے کہ صرف معرفت کافی ہے تو وہ اس بات کا دعوی کر رہا ہے کہ ابلیس بھی مسلمان ہے کیونکہ ابلیس کو بھی اللہ کی معرفت تھی۔ جیسا کہ ابلیس نے کہا:

"رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ"

ترجمہ:"کہ اے میرے رب مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے۔"(سورۃ الحجر:15/36)

معلوم ہوا کہ ابلیس کو بھی اللہ تعالی کی کافی معرفت تھی وہ جانتا تھا کہ اس کا رب اللہ ہے اور قیامت تک مہلت دینے والا وہی ہے۔ صرف معرفت رب کافی نہیں ہے۔ اور یہی عقیدہ جہمیہ کا بھی ہے۔

تیسرا مسئلہ: تقدیر اور اس میں گمراہ فرقے

تقدیر کے مسئلہ کو لے کر دو فرقے قدریہ اور جبریہ وجود میں آئے۔

۱۔ قدریہ اور اس کا عقیدہ:

غیلان الدمشقی نے تقدیر کے مسئلہ کو اٹھایا اس نے کہا کہ تقدیر کوئی شئ ہی نہیں ہے، انسان خود اپنے اعمال کا خالق ہے۔ اور یہی عقیدہ معتزلہ کا بھی ہے اس پر امام بخاری رحمہ اللہ نے خلق افعال العباد لکھی اور الجامع الصحیح میں مختلف ابواب میں اس نظریہ پر رد کیا ہے۔ محدثین کا کسی مسئلہ پر ابواب باندھ کر دلائل کو جمع کرنا یہ حق بات کو پیش کرنے کا بڑا ہی بہترین طریقہ ہے۔ الحمد للہ میں نے بھی اربعین

امنیہ کے عنوان پر ایک کتاب لکھی ہے جس میں چالیس ابواب ہیں جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلام امن والا مذہب ہے اس کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ دہشت گردی کو ختم کرنے والا مذہب ہے۔میں نے بھی اس میں سلف کا یہی طریقہ اپنایا ہے الحمد للہ علی توفیقہ۔

۲۔جبریہ اور اس کا عقیدہ:

قدریہ کے مقابلے میں ایک اور فرقہ جبریہ وجود میں آیا اس نے کہا کہ انسان اپنے اعمال کو انجام دینے میں مجبور ہے۔ آج کے دور میں بھی اس طرح کا عقیدہ رکھنے والے لوگ موجود ہیں بعض لوگ اپنا سارا دوش تقدیر پر ڈال دیتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ تقدیر کوئی چیز نہیں ہے انسان صرف اپنی محنت سے بنتا ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ انسان اپنے اعمال میں نہ مکمل طور پر مختار ہوتا ہے اور نہ مکمل طور پر مجبور ہوتا ہے بلکہ انسان کا ہر عمل اور ارادہ اللہ رب العالمین کی مشیت کے تحت ہوتا ہے۔ آج کے دور میں مسلمان تقدیر کا بہانہ بنا کر محنت سے جی چرا رہے ہیں جو کہ بالکل غلط ہے۔ علامہ اقبال نے فرمایا:

خبر نہیں کیا ہے نام اس کا خدا فریبی کہ خود فریبی
عمل سے فارغ ہوا مسلماں بنا کے تقدیر کا بہانہ

ہمیں نہیں پتہ کہ ہماری تقدیر میں کیا لکھا ہوا ہے بس ہمیں مسلسل محنت کرتے رہنا چاہئے۔ ہم تقدیر کا سہارا مصیبتوں میں لیں گے معصیتوں اور کام سے جی چرانے کے لئے نہیں۔

ایک صحابی نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم تقدیر پر بھروسہ کرکے بیٹھ جائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

«اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ»

ترجمہ:" عمل کرتے رہو ہر شخص کو توفیق دی گئی ہے۔"

(الراوی: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ   المصدر: صحیح البخاری:4946)

ہم اللہ کی مشیئت اور ارادہ کو نہیں جان سکتے۔ اس کا گہرا علم تو اللہ کے پاس ہی ہے۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

"وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ"

ترجمہ:"اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کرسکتے مگر جتنا وہ چاہے۔"(البقرۃ:2/255)

تقدیر کے موضوع پر لکھی گئی کتابیں:

تقدیر کے موضوع پر زمانہ قدیم اور عصر حاضر میں بہت ساری کتابیں لکھی جاچکی ہیں، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے "الاحتجاج بالقدر"(728ھ) لکھی ہے۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے "شفاء العلیل"(751ھ) لکھی ہے، دکتور سلیمان الاشقر نے "القضاء والقدر" کتاب لکھی ہے اور شیخ صالح الصالح نے ایک کتاب لکھی ہے جسکا انگلش ترجمہ بھی موجود ہے۔ اسی طرح حافظ عمران ایوب لاہوری نے مدینہ یونیورسٹی کے نصاب کو اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ میں نے بھی مدینہ یونیورسٹی کے جو مذکرات (نوٹس) ہیں ان سارے نوٹس کو ZEE SALAM پر لانے کی کوشش کی ہے۔ جس میں ایمان پر اور فرقہ ء کرامیہ کا وجود وغیرہ پر بحث کی گئی۔

چوتھا مسئلہ: اللہ تعالی ٰ کے اسماء اور صفات اور اس میں گمراہ فرقے

جہمیہ اور اس کا عقیدہ:

دورِ صحابہ کے اواخر میں جہمیہ کا وجود ہوا جس کا بانی جہم بن صفوان [1] ہے۔ اس نے جعد بن درہم سے اور جعد بن درہم نے طالوت سے اور طالوت نے لبید بن عاصم سے تعلیم حاصل کی۔ لبید بن عاصم

[1] شیخ الاسلام ابن تیمیہ (مجموعی طور پر) اپنے کلام کے مفہوم میں یہ بات بیان کرتے ہیں کہ بدعتی لوگوں کے لیے بھی ایک سند (سلسلہ) ہوتا ہے۔ وہ اس کو یوں سلسلہ وار ذکر کرتے ہیں کہ ان کے یہاں (یعنی اہلِ بدعت کے ہاں) جہم بن صفوان ہے، وہ الجعد بن درہم سے، وہ بیان بن سمعان سے، وہ طالوت سے، اور وہ لبید بن الأعصم سے (روایت کرتا ہے)۔ اور بعض لوگ یوں بھی کہتے ہیں کہ واصل بن عطاء، جہم سے، جہم الجعد سے، الجعد بیان بن سمعان سے، بیان طالوت سے، اور طالوت لبید بن الأعصم

وہ یہودی ہے جس نے نبی کریم ﷺ پر جادو کیا تھا۔ اس فرقہ نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے قرآن اور صحیح احادیث میں وارد اسماء وصفات کا مکمل انکار کر دیا۔ انہوں نے: "لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ" ترجمہ: "اس جیسی کوئی چیز نہیں۔" (سورۃ الشوریٰ: 11 / 42) کا غلط معنی ومطلب نکالا اور تنزیہ میں حد سے زیادہ مبالغہ سے کام لیا۔ اسی سے دیگر فرقے معتزلہ، اشاعرہ، اور ماتردیہ پیدا ہوئے۔

فرقہ ءمشبہ: جہمیہ کے مقابلے میں مشبہ کا وجود ہوا۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کو مخلوقات سے تشبیہ دی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کا چہرہ مخلوق کے چہرے کی طرح ہے، اللہ کی سماعت مخلوق کی سماعت کی طرح ہے، اللہ کا ہاتھ مخلوق کے ہاتھ کی طرح ہے۔

فرقہ ءموؤلہ: اللہ تعالی کے اسماء وصفات کو لے کر ایک اور فرقہ مؤولہ وجود میں آیا۔ انہوں نے اللہ کے اسماءوصفات کی تاویل کی۔ مثلا اللہ محبت کرتا ہے، اس کا مطلب یہ کہ اللہ بدلہ دینے والا ہے، محبت کا اطلاق ظاہری معنی پر نہیں کریں گے کیونکہ محبت میں انفعالات ہوتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ پاک ہے۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اللہ کے اسماء اور صفات ہیں لیکن ہمارے جیسے نہیں ہیں بلکہ اسکی شان کے مطابق ہیں:

"سمیع لا کسمعنا بصیر لا کبصر نا یلیق بشأنہ وجلالہ"

ترجمہ: "وہ سنتا ہے لیکن ہماری طرح نہیں، وہ دیکھتا ہے لیکن ہماری طرح نہیں، وہ اسکی شان کے مطابق سنتا اور دیکھتا ہے"۔

اسی طرح اس کی ذاتی صفات بھی ہماری طرح نہیں ہیں:

"ید لا کید نا تلیق بجلالہ"

سے (روایت کرتا ہے)، گویا یہ بدعتیوں کے لیے چھ راویوں پر مشتمل ایک سند ہے۔ اور یہ سب ہمارے نزدیک گمراہی اور انحراف کے پیشوا شمار ہوتے ہیں، جنہوں نے ہدایت پانے والی راہ نہیں پائی، بلکہ ان میں سے ہر ایک اللہ کے سیدھے راستے سے بھٹکی ہوئی ایک گمراہ جماعت کا قائد تھا۔

ترجمہ:"اسکا ہاتھ ہے لیکن ہمارے ہاتھ کی ۃطرح نہیں ہے،بلکہ اسکی شان اور جلال کے مطابق اس کے ہاتھ ہیں۔"

اہل السنۃ والجماعۃ کاعقیدہ ہے کہ قرآن اور صحیح احادیث میں وارد اللہ تعالی کے اسماء وصفات کو بغیر تشبیہ، تعطیل، تحریف، تمثیل اور تکییف کے مانیں گے۔امام مالک بن انس رحمہ اللہ نے فرمایا:

"الاستواءُ معلومٌ والكيفُ مجهولٌ والسؤالُ عنهُ بدعةٌ والايمانُ بهِ واجبٌ"

ترجمہ:" استواء معلوم ہے،لیکن اسکی کیفیت معلوم نہیں ہے،اس کے تعلق سے سوال کرنا بدعت ہے اور اس پر ایمان لاناواجب ہے۔"(فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ:144/5)

یہی معاملہ اللہ تعالی کی ہر صفت کے ساتھ ہوگا۔ہمیں عقیدہ کے معاملہ میں حافۃ الطریق(راستہ کے کنارے)کے بجائے سواء السبیل(سیدھے راستے) کو اپنانا چاہئے جو کہ سیدھا اور محفوظ راستہ ہے اور ہمیں آسانی سے منزلِ مقصود تک پہنچاتاہے کیونکہ ایک فرقہ جب گمراہ ہوتاہے تواسکے ردعمل میں دوسرا فرقہ وجود میں آتاہے اوروہ دور کی گمراہی میں چلا جاتاہے اور اس طرح نئے فرقے جنم لیتے ہیں۔اگر رد کرنا بھی ہو تو اھل السنۃ والجماعۃ، اھل الحدیث، سلف اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے منہج پر رد کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات پر لکھی گئی کتابیں:

اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات پر اہلِ علم نے بہت ساری کتابیں لکھی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

العقیدۃ الواسطیۃ لابن تیمیۃ رحمہ اللہ(728ھ)

مفتاح دار السعادۃ لابن القیم رحمہ اللہ(751ھ)

القواعد المثلی فی صفات اللہ واسمائہ الحسنی لابن عثیمین رحمہ اللہ(1421ھ)

فرقہ اشاعرہ: اشاعرہ کے بانی ابوالحسن الاشعری ہیں۔ یہ دراصل معتزلی تھے۔ ان کی بحث عبداللہ بن سعید کلاب سے ہوئی جو کہ اللہ تعالیٰ کے صرف سات ناموں (علم ،قدرت، ارادہ، زندگی، سننا، دیکھنا، کلام کرنا) کو مانتے تھے۔ چالیس سال بعد وہ اللہ کے سات ناموں اور صفات کو ماننے پر تیار ہو گئے۔ پھر اس کے بعد انہیں عقیدہ اھل السنۃ والجماعۃ پر شرح صدر حاصل ہوا تو وہ کلابیہ سے بھی براءت ظاہر کر کے اھل السنۃ والجماعۃ کے منہج اور عقیدہ کو قبول کر لئے۔ جس کا ذکر انہوں نے اپنی کتاب "الابانۃ في اصول الدیانۃ" میں کیا ہے۔ ان کے اکثر متبعین عبداللہ بن سعید بن کلاب کو ہی فالو کرتے ہیں۔ چونکہ یہ بہت مشہور شخصیت تھے، ہر معاملہ میں فتوی دیتے تھے اکثر لوگ ان سے متاثر تھے یہی وجہ ہے کہ اکثر احناف، شوافع، مالکیہ اشعری ہیں اسی طرح بعض حنابلہ بھی اشعری تھے لیکن محمد بن عبد الوھاب، شیخ بن باز، شیخ ابن عثیمین اور شیخ البانی رحمہم اللہ کی محنتوں سے حنابلہ راہ راست پر آ گئے۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے "منھاج السنۃ" کے اندر اشعریہ اور ماتریدیہ پر رد کیا ہے۔ اسی طرح انہوں نے سلف کے علوم کو پی کر اس زمانے کے سارے باطل فرقوں اور ادیان پر رد کیا تھا۔ اسی طرح محمد بن عبد الوھاب رحمہ اللہ نے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتابوں کو 400 سال بعد پڑھ کر محمد بن سعود کے ساتھ علم اور حکومت کے ذریعہ سعودی میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے معارف کو پھیلانے کی کوشش کی ہے اور علمِ حق کو بلند کیا۔

فرقوں کے وجود میں آنے کا ایک اہم سبب نام نہاد مسلمان ان کی عقل پرستی، علمِ کلام اور فلسفہ

ایک زمانہ تھا جس میں کسری و قیصر کو سب سے طاقتور سمجھا جاتا تھا لیکن وہ آپسی اختلاف کا شکار ہو گئے جس کی وجہ سے ان کا زور ختم ہوا۔ مسلمانوں نے ان پر حملہ کر کے فتح حاصل کر لیا اور ان دونوں کی سلطنت کو الٹ دیا۔ اس کے بعد وہ مسلمانوں سے حسد کرنے لگے اور اسلام کا لبادہ اوڑھ

کر مسلمانوں میں اسلام کے تعلق سے شکوک و شبہات پیدا کرنے لگے اسلامی تعلیمات کے خلاف سوالات اٹھانے لگے اور مسلمانوں کی جمعیت کو توڑنے کی کوشش کرنے لگے۔ شیخ سعدی نے فرمایا:

اذا يئس الإنسان طال لسانه
كسنور مغلوب يصول على الكلب

(ترجمہ: "جب انسان مایوس ہو جاتا ہے تو اس کی زبان دراز ہو جاتی ہے اس مغلوب بلی کی طرح جو کتے پر حملہ کرتی ہے۔")

ہجرت کے بعد اللہ کے رسول ﷺ کا عہد 10 سال کا تھا اس کے بعد 30 سال خلافت راشدہ رہی اور اس کے بعد کئی سالوں تک بنی امیہ حکومت کئے۔ عہدِ بنی امیہ میں بنی امیہ اور صحابہ کے درمیان کوئی اختلاف نہ تھا۔

بنو عباسیہ کے ابتدائی دور میں بھی گمراہ فرقوں کو زیادہ پنپنے نہیں دیا گیا لیکن جب مامون 190 ھ میں خلیفہ بنا تو اس کے دور میں انہیں بڑے پیمانے پر پھیلنے کا موقع ملا کیونکہ مامون عقل پرست تھا اور اپنی عقل کا بہت زیادہ استعمال کیا کرتا تھا وہ عیسائیوں کو بلا کر ڈیبیٹ کیا کرتا تھا اور اس میں معتزلہ (جو گزرے ہوئے سارے فرقوں کا خلاصہ تھے سب کی گندگیاں ان میں جمع تھیں) پیش پیش رہتے تھے اور اپنی عقل کا استعمال کرکے انہیں جواب دیا کرتے تھے تاکہ اس کے ذریعہ وہ مامون کو خوش کر سکیں یہ بات محدثین کو پسند نہ تھی، وہ اس کو الفاظ کا کھیل اور وقت کا ضیاع سمجھتے تھے جس کی وجہ سے انھوں نے محدثین کے خلاف زہر اگلنا شروع کر دیا اور کہنے لگے کہ یہ لوگ آپ کی اور آپ کی سلطنت کے دشمن ہیں اسی لئے یہ آپ کی محفل میں نہیں آتے ہیں۔

معتزلہ نے عقل کو نقل پر مقدم رکھا جس کی وجہ سے وہ گمراہ ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ہر اس چیز کا انکار کیا جو انہیں خلافِ عقل لگتی تھی مثلاً: انبیاء علیہم السلام کے معجزے جیسے: ابراہیم

علیہ السلام کے لئے آگ کا ٹھنڈا ہونا، موسی علیہ السلام کا سمندر کا عبور کرنا اور فرعون کا ڈوب جانا وغیرہ ۔ جبکہ تلقی اور استدلال میں اہل السنہ والجماعۃ کا منہج یہ ہے کہ نقل کو عقل پر مقدم رکھا جائے۔

مامون نے اعتزال کو سرکاری مذہب بنایا۔ اس وقت یونان اور روم میں بڑے بڑے فلاسفر پائے جاتے تھے جو اپنی عقل کا استعمال کرتے تھے اور یہ الفاظ سے کھیلتے تھے۔ مامون نے بغداد میں دار الترجمہ قائم کر کے فلاسفروں کے ساری فلسفی کتابوں کا ترجمہ کروایا اور اس کام کو بڑے پیمانے پر انجام دیا۔

لیکن بعد میں سائنس اور فہم سلف کا رجحان بڑھا جس کی وجہ سے ان فلاسفروں کے فلسفے بند ہوئے۔ کیونکہ سائنس میں RESEARCH BASED OPINION ہوتا ہے قیاس اور اندازہ نہیں ہوتا۔ مثلا: انڈے سے جو چوزہ باہر نکل کر آتا ہے اس تعلق سے پہلے لوگوں کو علم نہیں تھا لیکن بعد میں نئے آلات ایجاد ہوئے جس کی بنیاد پر کہا گیا کہ مرغی کی چونچ پر ایک ہڈی ہوتی ہے جب وہ انڈے کو مارتی ہے جس سے چوزہ باہر نکل آتا ہے اور اس کی ہڈی ٹوٹ کر نیچے گر جاتی ہے۔

فلسفہ میں صرف قیاس آرائیاں ہوتی ہیں۔ عمر آباد میں ہمارے ایک استاذ مولانا ظہیر الدین اثری رحمانی رحمہ اللہ فلاسفر کو فل سفیہ (فل بے وقوف) کہتے تھے۔ حقیقت میں یہ لوگ بے وقوف ہیں، بیکار کاموں میں بہت الجھے ہوئے رہتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کسی فلسفی کے پاس ایک انڈا رکھا ہوا ہے اور اس کے سامنے ایک اور عام آدمی بیٹھا ہوا ہو تو وہ فلسفی اس عام آدمی سے پوچھے گا یہاں کتنے انڈے ہیں۔ عام آدمی کہے گا ایک انڈا ہے۔ فلسفی کہے گا نہیں یہاں کل تین انڈے ہیں۔ ایک جو یہاں موجود ہے اور دو جو ہمارے ذہن میں ہیں۔ عام آدمی کہے گا یہاں پر موجود انڈا میں کھاتا ہوں اور باقی میرے اور آپ کے ذہن میں موجود دو انڈے آپ کھا لیجئے۔

مامون کے دور میں مسلمانوں کو دنیوی اعتبار سے کافی ترقی ملی جس کی وجہ سے بعض اہلِ علم جیسے علامہ شبلی نعمانی نے اپنی کتاب الفاروق میں اسکی تعریف کی ہے۔ لیکن اس کے دور میں دین کا بہت بڑا

نقصان ہوا، دین کی بنیادیں ڈھانے کی کوشش کی گئی۔ اس نے کئی غلطیاں کیں جس پر امام ذہبی رحمہ اللہ نے نکیر کی۔ لہذا اسلام ہمیں دنیوی ترقی سے نہیں روکتا ہے اسلام ہمیں اس ترقی سے روکتا ہے جس سے اسلام پر کاری ضرب لگتی ہو۔

علم کلام پر علماء کا رد:

تیسری صدی سے آٹھویں صدی تک محدثین کا دور تھا انہوں نے فلسفہ اور علم کلام پر کافی رد کیا اور اس کے خلاف کتابیں لکھیں جیسے: امام شافعی رحمہ اللہ (204ھ) نے اس پر رد کیا۔ امام احمد بن حنبل (241 ھ) نے 40000 احادیث کو جمع کیا ان کے ذریعہ اس زمانے میں موجود فتنوں پر رد کیا۔ ان کے بعد ان کے شاگرد امام بخاری (256ھ) اور ان کے شاگرد امام مسلم (261ھ) اور ان کے بعد امام ابوداؤد (275ھ) امام ترمذی (279ھ) امام نسائی (303ھ) اور امام ابن ماجہ (273ھ) ابو بکر بن ابی شیبہ (235ھ) ابن مندہ (395ھ) ابو بکر الخلال (311ھ) رحمہم اللہ نے اپنی کتابوں میں علمِ کلام اور تمام باطل فرقوں پر رد کیا۔ اسی طرح امام ھروی رحمہ اللہ (480ھ) نے اپنی کتاب " ذم الکلام واھلہ " ذریعہ جو کہ پانچ جلدوں پر مشتمل ہے اس پر رد کیا ہے۔ اسی طرح علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) نے ایک کتاب لکھی جس کا نام "درء تعارض العقل والنقل" ہے، اس میں انہوں نے کہا کہ اسلام عقل کے مخالف نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں مختلف مقامات پر کائنات میں غور وفکر کرنے اور عقل کو استعمال کرنے کا حکم دیا ہے لیکن ساتھ ہی ہر معاملہ میں نقل کو ہمیشہ عقل پر مقدم رکھنے کی تعلیم دی ہے۔ عقلِ سلیم اور نقلِ صحیح کے درمیان کبھی اختلاف اور ٹکراؤ نہیں ہو سکتا اگر کہیں اختلاف ہو جائے تو ہم اپنی عقل کو غلط ٹھہرائیں گے نہ کہ نقل کو۔

امام ابو زہرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے پہلے امام بن رشد، رازی اور امام غزالی وغیرہ فلسفے میں گئے لیکن اللہ نے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو اس میں کامیابی عطا کی۔ وہ مزید فرماتے ہیں " دخل سالما وخرج سالما " وہ سلامتی کے ساتھ داخل ہوئے اور سلامتی کے ساتھ نکلے۔ ابن تیمیہ

رحمہ اللہ نے اپنی مایاناز کتاب "درء تعارض العقل والنقل" میں فلسفہ اور فلاسفہ کی دھجیاں اڑادی ہیں ۔ آپ نے اہل فلسفہ کی صحیح رہنمائی کی اور فلسفہ کی پانچ سو غلطیوں کو نکال کر اسکو درست کیا۔ ان کی ایک اور کتاب "الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح" ہے جس کے بارے میں امام ابوزہرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ الجواب الصحیح کو پڑھ کر بغداد اور سیریا کے لاکھوں عیسائیوں نے اسلام قبول کیا۔ اسی طرح امام ابن قیم رحمہ اللہ نے بھی علم کلام اور فلاسفہ پر کافی رد کیا۔ لہذا ہمیں بھی علمِ دین حاصل کرنے اور استدلال کرنے میں اہل السنۃ والجماعۃ کے طریقہ کو اپنانا چاہیے یہی اللہ کے نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے۔

غالی صوفیت اور اس کے فرقے:

پانچویں صدی کی ابتداء میں ایک اور فرقہ غلالی صوفیہ وجود میں آیا۔ اس نے ترکِ دنیا کرکے رہبانیت اختیار کرلی اور اس میں کئی خرابیاں رونما ہوئیں تو علماء کرام نے ان کے خلاف زھد پر کئی کتابیں لکھیں۔

دراصل ان لوگوں کے گمراہی کی اصل وجہ یہ ہے کہ انہوں نے نفس کی پاکی کے لئے طریقہ اور لفظ کا غلط استعمال کیا ہے جبکہ قرآن اور صحیح احادیث میں نفس کی پاکی کے لئے تزکیہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"قَدۡ أَفۡلَحَ مَن زَكَّاهَا"

ترجمہ: "جس نے اسے پاک کیا وہ کامیاب ہوا۔" (سورۃ الشمس:9/91)

مگر غالی صوفیا تزکیہ کے بجائے تصوف کا لفظ استعمال کرتے ہیں جو درست نہیں ہے اور یہی سے ان کی خرابی اور گمراہی شروع ہوئی۔

اسی غالی صوفیت سے ایک اور فرقہ وجود میں آیا جو باطنیت کو فالو کرتا تھا۔ اور اس کا کہنا ہے کہ قرآن کا ظاہری معنی الگ ہے اور باطنی معنی الگ ہے۔ محدثینِ کرام اس کے ماننے والوں کو زنادقہ کہا کرتے تھے۔ اور اس کو 72 فرقوں سے خارج کر دیا ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ نے (505ھ) میں فلاسفر کی وجہ سے اسلام میں جو خرابیاں پیدا ہوئی تھیں ان سب کو دور کرنے اور اسلام کی صحیح تصویر کشی کرنے کی کافی کوشش کی اور ان کے بعد امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس پر کام کیا۔ امام وکیع بن الجراح رحمہ اللہ (197ھ) نے ایک کتاب لکھی جس کا نام کتاب الزھد ہے۔ جس میں انہوں زہد کا صحیح تعارف پیش کیا ہے۔

اسماعیلیہ اور اس فرقے:

یہ کا ایک فرقہ ہے جو اسماعیل بن جعفر کی پیروی کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک دین کا ایک ظاہری معنی ہے اور ایک باطنی معنی ہے اسی لئے انہیں باطنیہ بھی کہتے ہیں۔ موجودہ دور میں یہ لوگ دو گروہوں میں منقسم ہیں: ایک اسماعیلیہ نزاری ہے جو کہ حسن بن صباح کو مانتے ہیں اور یہ عمان ، ایران، شمالی افغانستان وغیرہ میں موجود ہیں۔ دوسرا اسماعیلیہ مستعلیہ ہے یہ لوگ یمن، ہندوستان وغیرہ میں موجود ہیں اور ہندوستان میں انہیں بہرہ بھی کہا جاتا ہے۔ ان دو فرقوں کے علاوہ اسماعیلیوں کے اور بھی بہت سے فرقے ہیں جیسے: قرامطہ، آقاخانیہ، (یہ فی الحال فرانس میں رہتے ہیں اور یہاں ان کی کافی پراپرٹی ہے) برقعیہ، عبید اللھیہ، مہدویہ ،ناصریہ صباحیہ ،غیاثیہ دروزیہ ،خنغریہ ،تعلیمیہ ،خطابیہ، خلیطہ وغیرہ۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسماعیلیہ پر مختلف ادوار گزرے اور یہ گروہ مرورِ زمانہ کے ساتھ مختلف گروہوں میں تقسیم ہوا لیکن ان سب میں مشترک چیز باطنی نظریہ ہے ۔(استفادہ از (COM.HAJIJ.WWW

فرقہ ءناجیہ اور اس کی علامت:

فرقہ ءناجیہ وہ فرقہ ہے جو دین کو حاصل کرنے اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کے لئے آپ ﷺ اور صحابہ کرام کے طریقہ اور منہج کو اپناتا ہے۔جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا:

"لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ، حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ، وَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ، إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً ". قَالُوا : وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ؟ قَالَ :"مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي".

ترجمہ:"میری امت کے ساتھ وہی صورت حال پیش آئے گی جو بنی اسرائیل کے ساتھ پیش آچکی ہے دو جوتوں کے برابر یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ علانیہ زنا کیا ہو گا تو میری امت میں اس طرح کیا جائے گا بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹے گی وہ سب کے سب جہنمی ہوں گے سوائے ایک جماعت کے۔ صحابہ کرام نے پوچھا وہ کون ہیں اے اللہ کے رسول ﷺ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو میرے اور میرے صحابہ کرام کے طریقے پر ہو گا۔"

(الراوی:عبداللہ بن عمرو المصدر:سنن الترمذی رقم الحدیث: 2641
خلاصۃ حکم الحدیث: حسن)

معلوم ہوا کہ دین وہی ہے جسے اللہ کے نبی ﷺ اور صحابہ کرام نے دین سمجھا یہی اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے۔

ائمہ ء اربعہ کا عقیدہ ایک تھا:

چاروں اماموں کا ایک ہی عقیدہ تھا۔ شیخ عبدالرحمن الخمیس نے اپنی کتاب "اعتقاد ائمۃ الأربعۃ" میں لکھا ہے کہ تمام ائمہ عقیدہ میں متفق تھے۔ آج کے دور میں ان کے نام پر فقہی مسالک چل رہے ہیں لیکن اصل میں ان کی طرف یہ انتساب کبھی نہ تھا یہ بعد کی پیداوار ہے۔ انتساب اور فرقہ عقیدہ کی بنیاد پر بنتا ہے نہ کہ فقہ کی بنیاد پر۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مسلکی گروہ بندی نبی کریم ﷺ کی وفات کے چار سو سال کے بعد شروع ہوئی، یہ مسلکی انتساب اور گروہ بندی خیر القرون اور خود ائمہ اربعہ کے زمانے میں نہ تھی۔ ان مسالک کا رواج یہاں تک پھیلا کہ نعوذ باللہ حرم شریف کے پاس چار مصلے بن گئے تھے۔ سیریا SERIYA میں ہر ایک مسجد کے دو دو مصلے تھے ایک شافعی مصلی اور ایک حنفی مصلی۔

ائمہ ء اربعہ ان مسلکوں سے بری ہیں کیونکہ یہ مسالک بعد میں پیدا ہوئے۔ لیکن عقیدہ کے اعتبار سے یہ چاروں ائمہ ایک ہی عقیدہ کو ماننے والے تھے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) نے ایک کتاب لکھی جس کا نام "رفع الملام عن أئمۃ الاعلام" ہے اس میں انہوں نے ان دس وجوہات کا ذکر کیا ہے جس کی وجہ سے ائمہ اربعہ کا صحیح حدیث سے اختلاف ہوا۔ یعنی اگر کسی امام کا قول صحیح احادیث سے ٹکراتا ہے تو اس کے دس وجوہات ہیں مثلا: حدیث نہ ملنا، مکمل حدیث کا نہ ملنا، حدیث کا ضعیف ہونا، ان کی فہم کا صحابہ کی فہم سے نہ ملنا وغیرہ۔ بہر کیف ائمہ اربعہ سے جو بھی تسامح ہوا ہے ہمیں اسے نظر انداز کرنا چاہیے. ان کو طعنہ کے سبب نہ بنائے

"تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْۖ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ"

ترجمہ:"یہ امت ہے جو گزر چکی، جو انہوں نے کیا ان کے لئے ہے اور جو تم نے کیا تمہارے لئے، تم ان کے اعمال کے بارے میں سوال نہ کئے جاؤ گے۔"(سورۃ البقرۃ:141/2)

ائمہ ءاربعہ نے اپنے زمانے میں دین کی خاطر کافی قربانیاں دیں ہیں امام مالک رحمہ اللہ کو طلاق کے مسئلہ میں اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو خلقِ قرآن کے مسئلہ میں بہت ستایا گیا۔امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی پیٹھ پر روزے کی حالت میں سو کوڑے اس طرح مارے جاتے تھے اگر ایک کوڑا کسی ہاتھی پر مارا جاتا تو وہ بھی برداشت نہ کرپاتا اور چاروں ائمہ نے ہمیشہ یہی کہا کہ ہمارا مذہب کتاب وسنت ہے۔ہم پر لازم ہے کہ ہم ان کی عزت وتکریم کریں، ہم اس لائق ہی نہیں ہیں کہ کسی امام کے متعلق غلط گفتگو کریں۔

کتبِ عقیدہ کی ایک مختصر فہرست:

"کتاب الایمان معالمہ وسننہ" للامام ابوعبید القاسم ابن سلام رحمہ اللہ (224ھ-)

"کتاب الایمان" للامام ابن ابي شیبۃ رحمہ اللہ (235ھ-)

"اصول السنۃ" اور "الرد علی الزنادقۃ والجھمیۃ" للامام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (241ھ-)

"الفقہ الاکبر" للامام ابوحنیفۃ رحمہ اللہ (150ھ-)

"خلق افعال العباد" للامام البخاری رحمہ اللہ (256ھ-)

"التوحید" للامام ابن خزیمۃ رحمہ اللہ (311ھ-)

"العقیدۃ الطحاویۃ" للامام الطحاوی رحمہ اللہ (321ھ-) عقیدہ الطحاویہ کی شرح ہندوستان کے جامعات اور مدینہ یونیورسٹی کے نصاب میں داخل ہے۔یہ کتاب عقیدہ کے لئے مرجع کی حثیت رکھتی ہے۔

"شرح السنۃ" للامام المزني رحمہ اللہ (264ھ-)

"اعتقاد ائمۃ الحدیث" لأبي بکر احمد بن ابراھیم الجرجاني رحمہ اللہ (370ھ-)

"عقيدة السلف أصحاب الحديث" للامام ابو عثمان الصابوني رحمه الله (449ھ-)

"الاختلاف في اللفظ والرد على الجهمية والزنادقة" لابن قتيبة رحمه الله (276ھ-)

"الرد على الجهمية" للامام الدارمي رحمه الله (280ھ-)

"السنة" لابن ابي عاصم رحمه الله (287ھ-)

"صريح السنة" للامام ابن جرير الطبري رحمه الله (310ھ-)

"المقالات الاسلاميين "لأبي الحسن الأشعری رحمه الله (324ھ-)

"الرسالة إلى اهل الثغر "لأبي الحسن الأشعری رحمه الله (324ھ-)

"الابانة عن أصول الديانة "لأبي الحسن الأشعری رحمه الله (324ھ-)

"الشريعة "لأبي بكر الآجری رحمه الله (360ھ-) یہ کتاب تو انسا کلوپیڈیا کی مانند ہے۔

"شرح السنة" للامام البربهاري رحمه الله (329ھ-)

"كتاب الصفات" للامام الدارقطني رحمه الله (385ھ-)

"كتاب النزول" للامام الدارقطني رحمه الله (385ھ-)

"الابانة عن الشريعة الناجية ومجانبة الفرق المذمومة" لابن العُكبری رحمه الله (387ھ-)

"كتاب التوحيد" لابن مندة (395ھ)

"شرح اعتقاد اهل السنة والجماعة" للالکائي رحمه الله (418ھ-)

"الوصول إلى معرفة الاصول في مسائل العقود في السنة" لأبي عمرو الطلمنكي الاندولسي رحمه الله (429 ھ-)

"الآثار الواردة عن أئمة السنة في ابواب الاعتقاد "لأبي نعيم الاصبهاني رحمه الله (430ھ-)

"رسالة في اثبات الاستواء" للامام محمد الجويني رحمه الله (438ھ-)

"العقيدة الواسطية" "اقتضاء الصراط المستقيم لمخالفة اصحاب الجحيم"للامام ابن تيمية رحمه الله(728ھ-)

"اصول السنة واعتقاد الدين" للامام أبي حاتم الرازی اور أبي زرعة الرازی ۔ یہ کتاب اواخر میں بہت مشہور ہوئی ہے اس لیے کہ انھوں نے تمام عقائد جمع کرنے کے بعد ان کی سند جمع کی ہیں۔

سعودی عرب کے ایک عالمِ دین ابو عبدالرحمٰن عبدالسلام بن برجس نے بھی کتاب لکھی ہے جس کانام "تاریخ تدوین عقیدۃ السلفیۃ " ہے۔ اس میں انہوں نے ان تمام کتابوں کا ذکر کیا ہے جو167ھ سے 1400ھ تک عقیدۃ اھل السنۃ والجماعۃ پر لکھی گئ ہیں اور یہ کتاب تقریبا20 جلدوں پر مشتمل ہے۔

اسی طرح محدثین بخاری، مسلم، ابوداؤد،ترمذی، نسائی، ابن ماجہ رحمھم اللہ وغیرہ نے بھی اپنی حدیث کی کتابوں میں کتاب الایمان، کتاب السنۃ اور کتاب التوحید کے نام سے مستقل عقیدہ پر ایک ایک باب باندھاہے۔

اسی طرح مفسرین امام طبری، امام ابن کثیر، حکمت بشیر امام قرطبی وغیرہ نے بھی اپنی تفاسیر میں عقیدہ اہل سنت وجماعت کا ذکر کیاہے۔

بچوں کے لئے عقیدہ کی کتابیں:

بچوں کے لئے عقیدہ کی چھوٹی چھوٹی کتابیں موجود ہیں جیسے:

ہم نے 5+ اور 7+ کتابیں نکالی ہیں جس میں عقیدہ کی اہم باتوں کو جمع کیا گیاہے،اسی طرح محمد بن جمیل زینو کی کتاب اسلام کے چھ ارکان، شیخ صالح فوزان کی کتاب، محمد بن عبدالوھاب رحمہ اللہ کی کتاب الاصول الثلاثہ، کشف الشبہات، شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کی کتاب عقیدہ اھل السنۃ والجماعۃ، شیخ بن باز رحمہ اللہ کی کتاب العقیدہ الصحیحہ ومایضادھا، اقبال کیلانی کی کتاب التوحید، عمران

ایوب لاہوری کی کتاب الایمان اور میری کتاب علوم العقیدہ اور علوم القرآن والحدیث وغیرہ موجود ہیں۔

اسی طرح علوم الاسرۃ پر کتابیں آپ askmadani.com سے حاصل کرسکتے ہیں ۔

askislampedia دنیا کی پچاس زبانوں میں ترجمے کروارہاہے۔جتنے بھی کبار علماء کے مضامین یا کتابیں ہیں ہم ان کو ترجمہ کرکے ہماری ویب سائٹ پر ڈالنے کی کوشش کررہے ہیں۔

اللہ تعالی سے دعاہے کہ وہ ہماری محنتوں کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور ہمیں تادم حیات صحیح عقیدہ پر ثابت قدم رکھے۔ آمین

نوٹ: اگر آپ اس بیان کو ویڈیو کی شکل میں سننا اور دیکھنا چاہتے ہیں تو برائے مہربانی اس لنک پر کلک کریں

https://www.youtube.com/watch?v=WaP63W25oDE&t=3645s

ہندوستان سے مسلمانوں کی وفاداریاں، دس مثالیں، دس دلائل

فہرست

مقدمہ

تمہید

میڈیا کے پروپیگنڈے کی حقیقت

اسلام کی تعلیماتِ امن وبھائی چارگی

مسلمانوں کی ہندوستان سے وفاداری کے دس دلائل

1)جنگ آزادی میں ہندوستان کو انگریزوں سے آزاد کرانے میں مسلمانوں کا پیش پیش رہنا ہندوستان سے وفاداری کی دلیل ہے۔

ہندوستان میں فرقہ پرستی کی ابتداء

مسلمان بادشاہوں پر لگایا جانے والے الزامات کی حقیقت رام پنیانی جی کی زبانی

ہندوستان میں مذہبی تعصب کی ابتداء

مسلمان حکمرانوں کے دور میں انگریزوں کی ہندوستان میں آمد

2)دفاع ہند:

3)سیاسی بیداری

4)ہندوستان کی قدر وقیمت بڑھائی

5)غلط رسم ورواج کی بیخ کنی کی گئی

6)تعلیمی لیاقتوں کے لیے عمارتوں کا سلسلہ

7)امن کے قیام کے لیے کوششیں کی گئی

8)سہولیات کے لیے عمارتیں تعمیر کی

9)خدمت خلق کے لیے دواخانے اور سرائے بنائے گئے

10)آثار قدیمہ

مقدمہ

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده وعلى آله وأصحابه أجمعين، اما بعد:

ہندوستان میں مسلمانوں کی تاریخ نہایت پرانی ہے مسلمانوں نے ہندوستان میں لگ بھگ آٹھ سو سال حکومت کی اور یہاں موجود لوگوں کو حتی المقدور فائدہ پہنچانے کی کوشش کی اور آج بھی فائدہ پہنچارہے ہیں جس کی گواہی تاریخ کے صفحات چیخ چیخ کر دے رہے ہیں، لیکن بعض فرقہ پرست عناصر اور میڈیا کے بعض گوشے مسلمانوں کی وفاداریوں کی تاریخ کو نہ صرف یہ کہ فراموش کر رہے ہیں بلکہ مسلمانوں کو ملک کے حق میں بے وفا ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اور برادران وطن کے دلوں میں مسلمانوں کی تئیں نفرت کی آگ بھڑکانے میں لگے ہیں لہذا برادران وطن کو مسلمانوں کی وفاداریوں کی تاریخ سے باخبر کرنے اور غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لیے میں نے ایک

تقریر کی تھی جس کا عنوان تھا "ہندوستان سے مسلمانوں کی وفاداریاں، دس مثالیں، دس دلائل" جس میں ہم نے الحمدللہ مسلمانوں کی وفاداریوں کی دس مثالیں دلائل کی روشنی میں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر ہم نے اس کو تحریری شکل میں لانے کی کوشش کی ہے جو آپ کے پیش خدمت ہے۔

ہندوستان سے مسلمانوں کی وفاداریاں

دس دلائل، دس مثالیں

تمہید

ہم ہندوستانی مسلمان اپنے وطن ہندوستان سے محبت کرتے ہیں کیونکہ اللہ نے ہم کو یہاں پیدا کیا ہے، ہر مسلمان کے ایمان کا یہ حصہ ہے کہ وہ اپنی تقدیر سے راضی رہے اور اللہ نے اس کے مقدر میں جو رکھا ہے اس سے راضی ہو جائے، ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ اللہ کی چاہت میں اپنی چاہت بنائے، وہ اللہ کے فیصلوں کو نا صرف یہ کہ پسند کرے بلکہ اس سے محبت کرے اور اس کو اپنے حق میں خیر سمجھے، ہم ہندوستانی مسلمانوں کو اللہ نے ہندوستان میں پیدا کیا لہٰذا یہ ہمارے حق میں بہتر ہے اور ہم ہندوستان سے راضی ہیں بلکہ ہم اپنے ملک سے محبت کرتے ہیں۔

اس مضمون میں ہم ہندوستان سے مسلمانوں کی وفاداریوں کی دس دلیلیں اور مثالیں رقم کرنے جارہے ہیں، اس موضوع کے انتخاب کی وجہ یہ ہے کہ میڈیا کے بعض گوشے اسلام کے خلاف یہ خبریں نشر کررہے ہیں کہ مسلمان ہندوستان کے لیے خطرہ ہیں، مسلمان اس ملک سے بے وفائی اور نفرت کرتے ہیں۔ ہم اس تحریر میں اللہ کی مدد سے قرآن، صحیح احادیث اور ہندوستانی تاریخ کی روشنی

میں ثابت کریں گے کہ مسلمان اس ملک کے وفادار اور اپنے ملک کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے والی قوم ہے۔

میڈیا کے پروپیگنڈہ کی حقیقت

دراصل میڈیا کے بعض گوشوں کا یہ پروپیگنڈہ ان کی ہندوستان کے مزاج ،ہندوستان میں مسلمانوں کے مختلف میدانوں میں کارناموں اور خدمات کی تاریخ سے ناواقف رہنے کا نتیجہ ہے۔ ایک آزاد شاعر کہتا ہے:

شروع کی جس نے آزادی کی لڑائی وہ ٹیپو سلطان مسلمان ہی تھا
دیا ہند کو تاج محل جس نے وہ شخص مسلمان ہی تھا
جس قلعہ پر لہرایا ترنگا، اس لال قلعہ کو بنانے والا شاہ جہاں مسلمان ہی تھا
صحافت کے ذریعہ بیداری جس نے پیدا کی وہ ابوالکلام مسلمان ہی تھا
دفاع ہند کے لیے پانچ ٹن سونا دینے والا نظام مسلمان ہی تھا
دفاع ہند کے لیے ٹکنالوجی فراہم جس نے کی وہ عبد الکلام مسلمان کی حیثیت سے جانے جاتے تھے

اسلام کے پیغام امن ،بھائی چارگی اور اسلام کے دیگر مذاہب والوں سے حسن سلوک کی تعلیمات سے ناواقف رہنے یا پھر ہندوستان کے مسلمانوں کی وفاداریوں کی تاریخ اور اسلام کی امن، رحمت،راحت اور حسن سلوک کی بے مثال تعلیمات کی حقیقتوں کو جاننے کے باوجود مذہبی عصبیت اور ان کے ذاتی مفادنے انہیں اس قدر اندھا کر دیا کہ وہ حقیقتوں کو بھلا کر نفرت کی بات کرتے ہیں۔

ذیل میں ہم پہلے مختصر اسلام کی تعلیماتِ امن ورواداری، قرآن و صحیح احادیث کی روشنی میں بیان کریں گے اور پھر ہندوستان سے مسلمانوں کی وفاداریوں کے دس دلائل،ہندوستان کی تاریخ پر لکھی ہوئی مستند کتابوں کی روشنی میں بیان کریں گے۔

اسلام کی تعلیماتِ امن وبھائی چارگی

مذہب اسلام مسلمانوں کو عصبیت سے پاک معاشرہ بنانے اور دوسرے مذاہب کے ساتھ مل جل کر رہنے کی تعلیم دیتا ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ کی آمد کے وقت قیصر وکسری کے درمیان جنگ چل رہی تھی وہ دونوں ایک دوسرے کو برداشت نہیں کرتے تھے، ان کی یہ مخاصمت، دشمنی اور کبر اس قدر بڑھ چکی تھی کہ وہ ایک دوسرے کے وجود کو مٹانے کے درپے تھے، خود اہل عرب قبائلی عصبیت میں جیتے تھے۔ لیکن اللہ کے نبی کو جب اللہ تعالی نے مدینہ میں حکومت عطا کی تو آپ نے اپنے مخالفین کو نہ صرف برداشت کیا بلکہ یہود ونصاری کو چند شرائط کے ساتھ اسلامی حکومت میں رہنے کی اجازت دی، آپ نے مدینہ کے یہود سے امن وامان کا اور مدینہ پر کسی دشمن کے حملہ کرنے پر بلا تفریق مذہب مدینہ میں رہنے والوں کی جان ومال کی حفاظت کرنے اور دشمن کو مار بھگانے کا معاہدہ کیا تھا لیکن عقیدہ اور دین کے معاملے میں کسی قسم کی مداہنت سے کام نہیں لیا۔

ایک گھر میں ماں باپ اور اولاد دین کے اعتبار سے مختلف ہونے کے باوجود اسلام، مسلمان اولاد کو غیر مسلم ماں باپ سے دنیاوی معاملات میں حسن سلوک کا حکم دیتا ہے، لیکن دینی معاملات میں مداہنت کی اجازت نہیں دیتا۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ﴿١٤﴾ وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۖ وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۖ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۚ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٥﴾

ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے، اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر، (تم سب کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے (14) اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو

میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو تمہارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں تمہیں خبر دار کروں گا(15)(لقمان)

ہم جس کے ساتھ گزر بسر کر رہے ہیں ان کے عقیدہ میں شرک ہونے کے باوجود ہم کو ان کے ساتھ معاشرتی تعلقات قائم رکھنے کی تعلیم دی گئی تاکہ ہم اپنے اچھے اخلاق اور عادات واطوار سے انہیں اسلام کا صحیح تعارف دے سکیں۔

آج کی دنیا کا نعرہ mutual coexistence ہے، عملی طور پر آج سے چودہ سو سال قبل ہی قرآن مجید نے اس کی تعلیم دی اور اللہ کے نبی ﷺ نے مدینہ میں عملاً انجام دیکر بتایا۔

مسلمانوں کی ہندوستان سے وفاداری کے دس دلائل

1) جنگ آزادی میں ہندوستان کو انگریزوں سے آزاد کرانے میں مسلمانوں کا پیش پیش رہنا ہندوستان سے وفاداری کی دلیل ہے۔

ہندوستان کی آزادی میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد نے حصہ لیا جس کی دلیل یہ ہے کہ جب جنگ آزادی میں سب سے زیادہ قربانیاں دینے والے اور جانوں کو لٹانے والے نوے ہزار لوگوں کے نام ثبت کرنے کا اعلان ہوا، پتھر ختم ہوگئے مگر بہت سارے نام باقی تھے تو اس وقت The India gate .com میں درج کردیے گئے باقی نام ویب سائٹ پر، جس میں اگر آپ مشہور نام مثلاً عبداللہ ،عبدالرحمٰن اور محمد وغیرہ سرچ کریں گے تو تقریباً چار ہزار نام نکل آئیں گے اور دوسرے نام سے سرچ کریں گے تو نہ جانے کتنے نام نکل آئیں گے،اور کتنے ہی مسلمان مجاہدین آزادی ہیں جن کی سوانح

حیات لکھنی ابھی باقی ہے، اس سے اندازہ لگائیے کہ کتنے زیادہ مسلمانوں نے ہندوستان کی آزادی میں حصہ لیا ہو گا۔

ہندوستان میں فرقہ پرستی کی ابتداء

ہندو مسلم کے تفریق اور مسلم کی ہند سے عدم محبت کے احساسات پیدا کرنے والے انگریز تھے اور بعض فرقہ پرست، جبکہ مسلمانوں نے تو اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے اور بڑی تعداد شہید ہو گئی یہ تو الٹا چور کو توال ڈانٹے والا معاملہ ہے۔(مزید تفصیل کے لیے رام پنیانی کے یوٹیوب پر لکچرز سماعت فرمائیے)

مسلمان بادشاہوں پر لگائے جانے والے الزامات کی حقیقت رام پنیانی جی کی زبانی

1947 میں ہندوستان آزاد ہوا لیکن اس آزادی کے لیے 190 سال کی محنتیں لگیں، یہ وہ زمانہ تھا جب سکھ، عیسائی، اور سیکولر ہندو سب ہمت ہار چکے تھے لیکن 190 سال تک مسلسل جو قوم ڈٹ کر مقابلہ کر رہی تھی وہ مسلمان تھے جن کا آزادی کی تحریک میں مسلسل خون بہہ رہا تھا اور کئی مسلمان اپنی گردنیں کٹا رہے تھے، موجودہ دور میں مسلمانوں کے کارناموں پر پردہ ڈال کر ان کے بارے میں نفرت پھیلانے کے لیے یہ جھوٹی خبریں پھیلاتے ہیں کہ اورنگ زیب نے ہندوؤں کی مندروں کو ڈھادیا، بابر نے ہندوؤں کی جگہ پر مساجد تعمیر کی، ٹیپو سلطان پر بھی ظلم کا الزام لگاتے ہیں، اور اس طریقہ سے تاریخ پیش کرتے ہیں کہ مسلم حکمرانوں نے لوگوں پر بہت ظلم کیا ،جب کے یہ تاریخ سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے، یا پھر مسلمانوں کی 190 سالہ قربانیوں کو چھپانے اور فرقہ پرستوں کی اس دوران کمزور پڑجانے کی تاریخ پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں، ہندوستان میں انگریزوں کے قدم رکھنے سے قبل ہندوستانیوں کا مزاج بہت ہی الگ تھا، ہندو، مسلم مل جل کر رہتے تھے مذہب کی بنیاد پر ایک دوسرے سے لڑنے کا مزاج ہی نہیں تھا اس کی دلیل یہ ہے کہ بابر

اور رانا پرتاب سنگھ میں جنگ ہوی بابر کا ساتھ دینے والا اور پوری فوج کا سردار ایک ہندو تھا اور رانا پرتاب سنگھ کا ساتھ دینے والا اور پوری فوج کا ذمہ دار حکیم سوری مسلمان تھا، مسلم حکمران کا ساتھ دینے والوں میں ہندو اور ہندو حکمران کا ساتھ دینے والوں میں مسلمان بھی ہیں، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جھگڑے مذہب کی بنیاد پر نہیں تھے بلکہ وہ تخت، جاگیر، مال و دولت اور اپنی کرسی بچانے کے لیے تھے، ان واقعات کو توڑ مروڑ کر مذہبی عصبیت کے رنگ میں پیش کیا جاتا ہے۔

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اورنگ زیب نے مندروں پر حملہ کیا، رام پنیانی جی نے کہا کہ اورنگ زیب نے مندر اور مسجد دونوں پر حملہ کیا، حیدرآباد کے قلعہ گولکنڈہ کے کنارے ایک مسجد تھی جس پر اورنگ زیب نے حملہ کیا تھا اور اس حملہ کی وجہ یہ تھی کہ سامنے والا آدمی خزانوں کو مسجد اور مندر کے اندر دفن کر کے رکھا کرتا تھا اور وہ فصل نہیں ہونے کا بہانا بنا کر ٹیکس دینے سے انکار کر رہا تھا اورنگ زیب کو جاسوس کے ذریعہ خبر ملا کرتی تھی کہ ان لوگوں نے خزانوں کو مسجد اور مندر میں چھپا کر رکھا ہے، مسجد اور مندر کو اس غلط مقصد کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے تب اورنگ زیب نے حملہ کیا تاکہ ان کو ان کے برے مقصد میں ناکام کر دیں ورنہ وہی اورنگ زیب آسام کی مندر، پرنداوی مندر، اجین کی مندر کی مدد کرتا تھا اس سے بھی ثابت ہوا کہ اورنگ زیب نے یہ حملہ مذہبی عصبیت میں نہیں کیے بلکہ اپنے اقتدار کے لیے کیا کرتے تھے، اسی طرح مراٹھا کے لوگ آکر ٹیپو سلطان سے جنگ کیے اور شکست کھائی اور جاتے ہوے انہوں نے اگرچہ کہ وہ ہندو تھے ٹیپو سلطان کے علاقہ کو نقصان پہنچانے کے لیے ایک مندر کو ڈھا دیا یہاں پر بات واضح ہے کہ یہ جنگ بھی اقتدار کے لیے ہوی تھی مذہب کی بنیاد پر نہیں ہوی۔ (رام پنیانی کے بیانات کی بنیاد پر یہ پوائنٹس تیار کئے گئے)

ہندوستان میں مذہبی تعصب کی ابتداء

مذہبی تعصب کی ابتداء ہندوستان میں اس وقت ہوی جب انگریز ایسٹ انڈیا کمپنی کی شکل میں قدم رکھتے ہیں، اورنگ زیب کے عہد میں بھی ان لوگوں نے کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوسکے انگریزوں نے عصبیت کے بیج بوئے اور مسلم ہندو کو لڑا کر حکمرانی کرنے کا طریقہ اپنایا، اگر مان بھی لیا جائے کہ اس زمانہ میں اگر کچھ مسلم حکمرانوں نے کچھ غلط کیا تو اس زمانے کے معصوم مسلمانوں کو کیوں ستایا جارہا ہے اس زمانہ میں بادشاہ بڑی مشورہ کے ساتھ ہی فیصلہ کیا کرتے تھے اورنگ زیب کے عدلیہ کمیٹی میں 30 فیصد ہندو تھے ان سب کے مشورروں سے یہ فیصلے لیے جاتے تھے، اگر اس زمانہ میں کچھ فیصلہ لیا گیا تھا تو اس کی حکمت وہ جانتے ہیں اور اس کو ہم تاریخ کے حوالے کرتے ہیں، لیکن ان کے فیصلہ کی وجہ سے آج کے معصوم مسلمانوں کو مجرم قرار دیتے ہوے ستانا اور ان کو دیش کا دشمن قرار دینا انصاف کے خلاف ہے، زمانہ قدیم میں ہندوستان میں ستی کی رسم کے نام پر شوہر کی لاش پر بیوی کو بھی جلادیا جاتا تھا آج فریڈم کا دور ہے تو آج کے دور میں عورتیں اس کے بدلہ میں شوہروں کو جلانے کی بات کریں تو یہ ناانصافی ہوگی۔

ایک مثال کے ذریعے ہم ہندوستان کی تاریخ میں مسلمانوں کی خدمات، خوبیوں، اور ہندو حضرات سے حسن سلوک اور آپس میں مل جل کر رہنے، دونوں کے مشترک دشمن انگریز کے ہندوستان سے مار بھگانے، انگریزوں کی جانب سے نفرت کی بیج بوئے جانے اور کمیونلزم کی فکر کے ماننے والوں کی مسلمانوں سے نفرت کی تاریخ کو سمجھ سکتے ہیں اس کی مثال اس طرح ہے کہ A ایک جگہ رہتا تھا اور اس جگہ کھیتی کرتا تھا لیکن اس کسان A کو اس کھیت کی زرخیزی کا علم نہیں تھا وہ عام انداز میں کھیتی کررہا تھا اور کھارہا تھا جبکہ اس کے اندر اور بہت سے فائدے ہیں جس کا علم اسکو نہیں تھا لیکن B شخص آکر اسکو اسکی مختلف خصوصیات اور اسکے فوائد بتاتا ہے تو A کو B کی باتیں بہت اچھی لگتی ہے اور دنوں A اور B آپس میں معاہدہ کرتے ہیں کہ اچھے نئے خیالات اور مشوروں کے ساتھ دونوں محنت کرینگے

اور دونوں ملکر اس سے فائدہ اٹھائینگے، دونوں کا اتفاق ہوا، دونوں ملکر محنت کرنے لگے اور ترقی کرنے لگے ،اس زمین سے مختلف قسم کے میوہ جات، ترکاریاں ،مسالے ،ساگوان ، شیشم ،صندل اور دوسرے خزانے نکلنے لگے ،اور دونوں ملکر فائدہ اٹھانے لگے تو اب تیسراC انگلینڈ میں بیٹھکر ان کے ٹیم ورک کو دیکھتا ہے اوران کی ترقی، انکے مسالے اور مختلف چیزوں پر اس کی نظر پڑتی ہے اور انکو اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو بزنس کے بہانے یہ تیسراC اس زمین پر داخل ہوتا ہے اور دونوں میں پھوٹ ڈالتا ہے اور ان چیزوں پر وہ اپنا قبضہ جمالیتا ہے تو دوسراB پہلے کی بھی حفاظت کرتا ہے اور تیسرےC کو مار کر بھگانے کی کوشش کرتا ہے اور اسی پر لگا رہتا ہے اس میں B کے کی کئی جانیں جاتی ہیں ،جب یہ تیسراC چلاجاتا ہے تو اب پہلے والے A گروپ میں بعض اٹھتے ہیں اور دوسرےB کو بھگانے کی مہم شروع کرتے ہیں جب تک B کی ضرورت رہی ان کو استعمال کیا، ہر قسم کے فائدے انکو ملے، زمین لہلہانے لگی حالانکہ B نےC کو بھی بھگایا اور A کی حفاظت کی اور ترقی دلائی، شاعر کہتا ہے:

جب پڑا وقت گلستاں کو خوں ہم نے دیا

اب بہار آئی تو کہتے ہیں تمہارا کام نہیں

یہ مثال ہندوستان میں آزادی سے قبل، آزادی کے وقت اور آزادی کے بعد ہندو، مسلم اور انگریز کے احوال کی ہے، جواہر لال نہرو اپنی کتاب The discovery of india کے صفحہ نمبر 226 کے بعد لکھتے ہیں کہ مسلمان coexistence mutual مل جل کر زندگی گذارتے تھے ، آزادی کے بعد مذہبی تعصب کی فکر شروع ہوی The India wins freedom یہ کتاب مولانا ابولکلام آزاد کی کتاب ہے، جس میں انہوں نے اپنے تجربے اور دوراندیشی سے ہندوستان میں ہونے والے حالات کا تذکرہ کیا اور انہوں نے خصوصی نصیحت کی کہ اس کتاب کو میرے انتقال سے تیس سال تک نہیں چھپوانا تاکہ کوئی فتنہ نہ ہوجائے کیونکہ انہوں نے اس میں تیس سال کے بعد ہونے

والے تقسیم ہند کے نقصاندہ اثرات کے اندیشہ کا اظہار کیااور محققین نے کہا کہ مولانا ابوالکلام آزادؒ نے جتنے نقصانات بتائے تھے وہ سب ہندوستان کے مسلمانوں کو ہوے، گاندھی جی کی کتاب

My experience With the truth، مختصر ہندوستان کی تاریخ مؤلف غلام رسول مہر The india gate.com اگر آپ ان کتابوں اور ویب سائٹ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہندوستان کی تقسیم سے پہلے اور بعد کی تاریخ معلوم ہوگی اور یہ واضح ہوگا کہ مذہبی تعصب کی بیج تقسیم کے وقت انگریزوں نے بویاہے، تقسیم ہند سے قبل مغل دور میں اس کا تصور بھی نہیں تھا۔

مسلمان حکمرانوں کے دور میں انگریزوں کی ہندوستان میں آمد

اورنگ زیب کو ہندوستان میں جب انگریز وں کے آہستہ آہستہ قدم جمانے کا علم ہوا اور انکو اس بات کا بھی اندازہ ہوا کہ یہ لوگ بہت جلد ہندوستان پر قبضہ جمالینگے تو اورنگ زیب نے انکی بڑی سخت پکڑ کی تھی، انگریزاورنگ زیب سے ڈرتے تھے اور کہتے تھے کہ اورنگ زیب بڑاطاقتور اور عقلمند آدمی ہے اس کے ہوتے ہوے یہاں پر قبضہ نہیں ہو سکتالہذا وہ لوگ اورنگ زیب کے مرنے کا انتظار کرنے لگے 1707 میں اورنگ زیب کا انتقال ہوتا ہے تو ہندوستان چار حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے جسکو طوائف الملوکیت کہاجاتاہے۔

1. دکنی حکومت جسکانظام حیدرآباد سے نظام سرکار چلاتی تھی جسکونظام سرکار بھی کہاجاتاہے۔
2. سراج الدولہ کی بنگالی حکومت۔
3. دہلی سلطنت جودہلی سے افغانستان، پاکستان اور ازبکستان تک پھیلی ہوی تھی۔
4. میسور کی حکومت جوبعد میں ٹیپو سلطان اور ان کے والد حیدر علی کی حکومت تھی۔

اس طرح ہندوستان جب چار حصوں میں تقسیم ہوگیا تو انگریز خوش ہوگئے اور انہوں نے ہندو اور مسلم کو آپس میں لڑاکر خود فائدہ اٹھانے کا پلان بنایا،اب 1757 سے 1947 تک 190 سال تک

انگریزوں سے ہندوستان کو آزاد کرنے کے لیے مسلمانوں نے کوششیں شروع کردی،190 سال کی اس تاریخ کا آپ مطالعہ کرینگے تو مسلمانوں کی قربانیاں آپ کے سامنے آئینگی،ہندوستان ایک زمانہ میں سونے کی چڑیا تھی ہندوستان کے قلعوں میں ہیرے،جواہرات ہوا کرتے تھے،جواہر لال نہرو اپنی کتاب The discovery of india میں لکھتے ہیں کہ بابر جب ہندوستان آیا تو اس نے دیکھا کہ یہاں کچھ ترقی نہیں ہے اور اس نے اہل ترکستان کو لکھا کہ یہاں کے لوگوں کو برف کس چیز کو کہا جاتا اس کا بھی علم نہیں،انکے پاس ثقافت،نہ کلچر،نہ کچھ تمدن ہے یہاں پر بس ایسے ہی یہ لوگ جی رہے ہیں،کپڑا بھی ٹاٹ کے قسم کا پہنتے ہیں،ان کے پاس کوئی خاص قسم کی نہ ترکاری ہے اور نہ پھل ہیں،جواہر لال نہرو اپنی کتاب میں اعتراف کرتے ہیں کہ ہندوستان کے لوگوں کو کپڑے تک پہننا نہیں آتا تھا،پھل،ترکاریوں کا صحیح علم نہیں تھا،تو بابر نے زراعت کے ڈپارٹمنٹ کو آگے بڑھایا ،ترکستان سے میوے اور ترکاریوں کی ترقی کے فن کے ماہرین کو بلایا گیا،اکبر کا زمانہ،مکمل مغل سلطنت کا زمانہ اور اگر اس کے اوپر سے دیکھا جائے 711 میں محمد بن قاسم رحمہ اللہ ہندوستان میں آتے ہیں اس کے 200 سال بعد غزنوی کا زمانہ،اس کے دو سو سال بعد غوری کا زمانہ،پھر اس کے تقریبا تین سو سال کے بعد بابر کا زمانہ 1520 کا زمانہ ہے،1520 سے لیکر تقریبا ساڑھے تین سو سال مغل نے حکومت کی یہ ساڑھے تین سو سال کے بارے میں جواہر لال نہرو کہتے ہیں کہ اس وقت یہاں کے لوگ اجڈ اور گنوار تھے،بابر اس پر حیران ہوا اور بابر نے فیصلہ کیا کہ میں یہاں رہوں گا ،اور ان کو ترقی کی راہ پر لگاؤنگا اس کے بعد یہاں تمدن آتا ہے خوشحالی آتی ہے،جواہر لال نہرو نے اپنی کتاب میں لکھا کہ ہندوستان میں طبقاتی نظام کو مسلمانوں نے ختم کر دیا تھا،ہندوؤں اور مغل خاندان میں اس قدر اخوت وبھائی چارگی تھی کہ اپنے دربار میں اونچے اور نچلے تمام طبقات کو رکھا کرتے تھے ان کے ہاتھوں کا پانی پیا کرتے تھے،نچلے طبقات کے لوگ پنکھے ہلاتے تھے،خدمت کیا کرتے تھے نتیجہ میں 350 سال میں طبقاتی نظام کے شجرہ خبیثہ کو مسلمانوں نے جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور

ہندوستان میں جو طبقاتی نظام سے دوریاں آگئی تھی سب مغل بادشاہوں نے ختم کر دیا یہ کتنی بڑی مسلمانوں کی ہندوستان کی ترقی میں خدمات ہیں، اگر یہ بھائی چارگی مسلمان قائم نہیں کرتے تو ہندوستان اتنا ترقی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ کسی بھی قوم کی ترقی کے لیے افراد کا آپس میں ملنا ضروری ہے افراد کے ملنے سے ٹیم ورک ہوتا ہے اور جس جگہ لوگ ٹیم کی شکل میں کام کرتے ہیں وہاں ترقی ہوتی ہے، اس پر ہر ایک کی صلاحیت لگتی ہے، جب تمام صلاحیتیں ایک جگہ جمع ہوتی ہے تو ایک بڑا کارنامہ ہوتا ہے اور ریسرچ سامنے آتا ہے، جس سے اس معاشرہ کی ترقی ہوتی ہے، اچھوت کا تصور ایک دوسرے کو دور کرتا ہے اور جب آپس ملیں گے نہیں تو ٹیم ورک کیسے ہو سکتا ہے، اور ترقی کیسے ممکن ہو سکتی ہے، کہا جاتا ہے کہ مغل بادشاہوں نے بہت کم ہی اسلام کو follow کیا، غور طلب بات یہ ہے کہ بہت کم اسلام follow کرنے پر اتنا زیادہ فائدہ ہوا، تو اگر مکمل اسلام پر عمل کرتے تو نہ جانے یہ ملک آج ترقی کے کس قطب منار پر ہوتا۔

1757، 1857 اور 1947، کل ملا کر 190 سال ہوتے ہیں، سب سے پہلے انگریز بنگال کی حکومت پر نظر رکھتے ہیں اور وہ اسی راستےسے آئے تھے، سراج الدولہ اور انگریزوں کے درمیان پالاشی کے مقام پر جنگ ہوتی ہے، اور مسلمان انگریز کو تقریبا شکست دے چکے ہوتے ہیں لیکن میر جعفر ا(نگریزوں کے ہاتھوں بکے ہوے) جاسوس نے مسلمانوں کو دھوکہ دیا اور انگریزوں کی مدد کی نتیجہ میں سراج الدولہ کو شکست کا سامنا کرنا پڑا، انگریزوں نے دو حربے اپنائے 1) ہندو مسلم میں مذہبی عصبیت کو پیدا کر کے ایک دوسرے کو الگ کر دیا 2) منافق قسم کے آستین کے سانپ لوگوں کو خریدا جنہوں نے اپنے مفاد کے لیے انگریزوں کی جاسوسی کر کے ساری قوم کا بیڑہ غرق کر ڈالا۔

تیسرا واقعہ 1857 میں پیش آیا اور اس سے پہلے تحریک شہیدین 1937، 1938 میں بالاکوٹ میں علماء لڑ رہے تھے 1930 کے بعد سے علماء لڑنا شروع کیے اس سے پہلے بادشاہ لڑ رہے تھے شاہ سید احمد شہید (ان شاء اللہ)، شاہ اسماعیل شہید (ان شاء اللہ) ان دو علماء کے ساتھ ہزاروں علماء نے

انگریزوں کا مقابلہ کیا اور انگریزوں نے سکھوں سے بھی مسلمانوں کو لڑایا مسلمان بیک وقت سکھوں اور انگریزوں دونوں کا مقابلہ کیا اور اس وقت یار محمد نامی ایک شخص نے جاسوسی کی اور اس نے تحریک شہیدین کے افراد کو تباہ کر دیا۔

1857 میں ایک جنگ ہوی جس کو غدر کی جنگ کہا جاتا ہے جبکہ یہ آزادی کی جنگ تھی ، آزادی کی جنگ کا باقاعدہ طور پر 1857 میں اعلان ہوا یعنی 1947 سے 90 سال قبل سب ہندوستان کے لوگوں نے کہا کہ ہم سب ملکر اتحاد سے لڑیں گے اور دشمن کا خاتمہ کریں گے اس وقت تمام لوگوں نے مل کر 1857 میں لڑائی کی لیکن اس میں انگریز جیت گئے حالانکہ انگریز شکست کھانے والے تھے ، مگر پنجاب کے رہنے والے بعض جاسوسوں نے جاسوسی کر دی نتیجہ میں ہندوستان کو شکست ہوی۔

اب آپ دیکھیں گے کہ 1857 میں جب تمام مذاہب کے لوگوں کو غدر کی جنگ میں شکست ہوی تو سب ہمت ہار چکے مسلم مدارس ، دینی تعلیم کے پھیلانے میں لگ گئے، ہندو، سکھ، عیسائی سب اپنی زندگی میں مصروف ہو گئے اور مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ تعلیم کے نام پر مصروف ہو گیا، نظام سرکار نے معاہدہ کر لیا اور وہ دکن کی ترقی میں لگ گئے جب 1857 میں انگریزوں نے ہندوستان پر مکمل قبضہ کر لیا اور 90 سال ان لوگوں نے ہندوستان پر حکومت کی آخر میں 1947 میں ہندوستان کو آزادی ملی، غلام رسول مہر کی کتاب "تحریک مجاہدین"، جواہر لال نہرو کی کتاب اور ان کی تقاریر سے پتا چلتا ہے 90 سال تک ایک مسلم گروہ برابر لگے ہوے تھا، اب اس وقت جو ہندوستان کا حال کچھ اس طرح ہو گیا کہ ٹیپو سلطان کی حکومت جا چکی تھی سب لوگ اپنے کام میں مصروف ہو چکے، مغل سلطنت کے آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر کو رنگون کی جیل میں لیجا کر قید کر دیا گیا، اور پھر انکو مار دیا کر دیا گیا اس طرح مغل سلطنت کا خاتمہ ہو گیا، لیکن ایک گروہ جو شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ کے فتوی کو follow کر رہا تھا وہ برابر انگریزوں کے پیچھے لگا ہوا تھا ، شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ نے 1808 میں فتوی دیا کہ انگریزوں کو ہندوستان سے بھگانا فرض ہے کیونکہ یہ لوگ معصوموں کی زندگی سے کھلواڑ کر رہے ہیں اس تحریک کا

نام تحریک شہیدین تھا، 1857 کے بعد بھی یہ لوگ لگے رہے اس میں سے صادق پور کے علمائے کرام ہیں، تارا اسنگھ نے اپنی کتاب میں لکھا کہ 1857 میں اہل ہندوستان ناکام ہوے اور انگریز قابض ہو گئے تو انگریزوں نے پانچ لاکھ علماء سمیت مسلم عوام کو قتل کرنے کا ارادہ کیا اور اہم سرغنوں کو پھانسی کے پھندے پر چڑانے کا ارادہ کیا لیکن ابھی بھی مسلمان کمزور نہیں ہوے تھے ، ایک مؤرخ لکھتا ہے کہ آزادی ہندوستان کے لیے لڑی گئی تمام کوششوں اور جنگوں کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور دوسرے پلڑے میں علمائے صادق پور کی قربانیوں کو رکھدیا جائے تو صادق پور اہل حدیث کے علماء کا پلڑا جھک جائے گا، ان کی خدمات کا اندازہ لگانا مشکل ہے، شیخ یحیی علی کی محنتوں کا اندازہ آپ لگائیے کہ انگریزوں نے کہا کہ اس آدمی کا پیچھا اٹھایا جائے تو انہوں نے اپنے جاسوس جس کا نام WW HUNTER تھا اس سے کہا کہ 1857 میں اگر چہ کہ ہم جنگ جیت چکے ہیں اور ہندوستان پر ہمارا غلبہ ہو چکا ہے ،ہندوستان میں ہماری حکومت آچکی ہے لیکن پھر بھی کچھ قافلے آکر ہم پر حملہ کرتے ہیں آخر یہ قافلے کس کے ہیں ؟ WW HUNTER سے انہوں نے جاسوسی کروائی، WW HUNTER بنگال سے دہلی تک جاسوسی کرتا ہوا پھرتا رہا اور خطوط کے ذریعہ ساری خبریں وہ دیا کرتا تھا، اور اس کے یہ خطوط آج بھی انگلینڈ کے میوزیم میں محفوظ ہیں، شیخ صفی الرحمان مبارکپوری جب انگلینڈ کا سفر کیے اور انہوں نے کہا کہ ہم نے خاص طور پر ریسرچ کیا اور ان سارے خطوط کو پڑھا تو اس نے ان خطوط میں لکھا کہ ہندوستان میں ایک جماعت ہے لیکن یہ جماعت ابھی بھی ہمارے خلاف لڑ رہی ہے یہ جماعت اہل حدیث، شاہ عبد العزیز کا فتوی بتاتے جاتی ہے اور پورے عزم و حوصلے کے ساتھ لڑتے جاتی ہے ،ہمارے خلاف ان کی کوششیں پورے شدومد کے ساتھ جاری وساری ہیں WW HANTER ایک واقعہ لکھتا ہے، کہ جب میں بنگال گیا تو ایک دبلا آدمی، ایک دبلے گھوڑے پر بیٹھکر آواز لگاتا ہے کہ لوگو آؤ فلاں میدان میں بیان ہونے والا ہے ، ایک عالم آنے والے ہیں ،لوگوں کو جمع کرتا ہے جب لوگوں کا بڑا مجمع جمع ہوتا ہے تو یہ آدمی اپنے کپڑے بدل کر توحید پر ایک

اچھی پر مغز تقریر کرتا ہے اور اسی دوران انگریزوں کے ظلم کے خلاف آواز اٹھاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ انگریز آکر یہاں کے معصوم ہندو اور مسلم کو مار رہے ہیں لہذا ان کے خلاف جہاد کرنا تم سب کے لیے ضروری ہے جہاد کے کلمہ کے ذریعہ سے ہندوستان کو انگریزوں سے آزاد کروایا، WW HANTER لکھتا ہے کہ یہ توحید اور ہمارے خلاف جہاد کرنے والے لوگ ہیں ان ہی کی وجہ سے ہماری حکومت مضبوط نہیں ہو پا رہی ہے، آخر کار شیخ علی یحیی کو پکڑا جاتا ہے جب انکو پھانسی پر لٹکایا جارہا تھا تو یہ بڑے خوش تھے تو انگریزوں کو تعجب ہوا جس کسی کو بھی پھانسی دیجاتی ہے وہ تو پریشان ہوتا ہے یہ تو خوش ہے، خوشی کا سبب ان سے دریافت کیا جاتا تو انہوں نے کہا کہ مجھے تو شہادت کا مرتبہ حاصل ہونے والا ہے، اس سے بڑھکر خوشی کی بات اور کیا ہوسکتی ہے، انگریزوں نے کہا یہ موت تو ہم سزا کے طور پر دیرہے تھے یہ تو اس کو نعمت سمجھ رہا ہے لہذا ہم اس کی پھانسی کی سزا منسوخ کرتے ہیں، اس سزا کی جگہ کالے پانی کی سزا ہم دیتے ہیں، تو وہ غمگین ہو گئے شیخ یحیی علی کی داڑھی منڈوائی جارہی تھی تو وہ رونے لگے، انگریزوں نے کہا کہ تم کیوں رو رہے ہو تو انہوں جواب دیا یہ داڑھی کتنی خوش نصیب ہے کہ میری جگہ یہ داڑھی شہید ہو رہی ہے، پھر آخر کار لمبی مدت تک ان کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے بھیج دیا گیا۔

مسلسل علماء کی قربانیاں کا سلسلہ جاری تھا1947 سے کچھ قبل گاندھی، نہرو اور مولانا ابوالکلام رحمہ اللہ کا دور تھا، شروع میں بادشاہوں نے انگریزوں کے خلاف جنگ کی لیکن آزادی نہیں ملی، سب مذاہب کے لوگ مل کر لڑے آزادی نہیں ملی، لیکن جب علماء نے محنت شروع کی 1808 سے 1947 تک انگریز آخر کار کمزور پڑ گئے، آزادی کے موقع پر زبان اور قلم سے بھی جنگ چھیڑ دی گئی، مولانا ابولکلام آزاد نے ایک الہلال نامی پرچہ شروع کیا جس کے ذریعہ وہ مسلمان اور ہندو کو آپس میں لڑنے سے روکتے اور کہتے کہ ہندو مسلم کے اختلافات ہی انگریز کے قدم ہندوستان میں مضبوط کر رہے ہیں، مسلمانوں سے انہوں کہا کہ تم ہندو سے مل جل کر رہو، کیونکہ اللہ کے نبی ﷺ نے یہودیوں سے

معاہدہ کیا تھا اس طرح سیرت رسول ﷺ سے مثالیں دیکر سمجھایا کرتے، اور ہندوستان کے لوگوں میں مل جل کر رہنے کا مزاج بناتے، ایک طرف میدان انہوں نے اپنی تحریروں سے بنایا تو دوسری طرف گاندھی کی اہنسا کی تحریک شروع ہوی اور ان کا بھی نعرہ تھا کہ تمام مذاہب مل کر رہنا چاہیے ،لیکن ایک فرقہ جو برابر مذہبی عصبیت میں جیتا تھا اور فرقہ پرستی کو پھیلاتا تھا، یہ لوگ گوڑسے یا ساورکر کو ماننے والے تھے جو گاندھی کے بارے میں کہتے تھے کہ یہ گاندھی مسلمانوں کے بڑے قریبی لگتے ہیں دراصل یہ لوگ ہندو مسلم کو ایک ساتھ دیکھنا نہیں چاہتے تھے اب اس وقت نہرو کے پاس دو آراء آنے لگی، ایک رائے تو یہ تھی کہ ہندو مسلم ایک ساتھ ایک ہی ملک میں رہنا چاہیے جبکہ دوسرے کہتے کہ نہیں پارٹیشن ہونا چاہیے، ہندو اور مسلمانوں کا الگ الگ ملک ہونا چاہیے، آخر کار نہرو نے تقسیم ہند کا فیصلہ لے لیا، لیکن مولانا آزاد نے نہرو کو تقسیم سے روکا اور اس کے نقصانات بتلائے اور کہا کہ جب دونوں قومیں الگ ہونگی تو دونوں میں لڑائی ہوتے رہیگی نتیجہ میں دونوں بھی ترقی نہیں کرینگے، مولانا ابولکلام بار بار نہرو کو روکتے رہے لیکن نہرو نے مولانا آزاد کے مشورے کو قبول نہیں کیا اور ہندوستان کو تقسیم کر دیا، ہم پر بے وفائی کا الزام لگاتے ہو جبکہ ہمارے لیڈر مولانا ابولکلام آزاد نے تو بانٹنے سے تو روکا تھا تاکہ سب مل جل کر رہے اور ہندو مسلم دونوں کی ترقی ہو، ہم اچھے ہندوستانی رہتے ہوے ایک اچھے مسلم رہ سکتے ہیں اور ایک اچھے مسلم رہتے ہوے بھی ایک اچھے ہندوستانی رہ سکتے ہیں کیونکہ ہمیں اپنے عہد وپیماں کو پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ ۚ اے ایمان والو! عہد و پیماں پورے کرو، سورۃ المائدہ آیت نمبر 1

ان ساری باتوں کی روشنی میں آپ سمجھ سکتے ہیں کہ مسلمان کے خلاف جو جو غلط فہمی پھیلائی جاتی ہے یہ سراسر جھوٹ ہے اور the india gate.com کے مطابق ہندوستان کی آزادی میں مسلمانوں کی ہر قسم کی قربانیاں پائی جاتی ہے۔

2) دفاع ہند:

ہندوستان کی حفاظت و دفاع میں بھی مسلمانوں کی وفاداریوں کی ایک تاریخ رہی ہے، ہندوستان پر جب حملہ ہونے والا تھا تو نظام سرکار نے 5 ہزار کیلو سونا ہندوستان کی حفاظت کے لیے گفٹ کیا، دفاع ہند کے لیے پی جے عبد الکلام نے ٹکنالوجی دی جس کی بنیاد پر آج ہندوستان دوسروں کی آنکھوں میں آنکھ ڈال کر بات کرتا ہے۔

3) سیاسی بیداری

مولانا ابولکلام آزاد جو magazine لکھا کرتے تھے وہ اس قدر علمی ہوتا تھا کہ لوگ اسی دن اس مجلہ کو پڑھ لیا کرتے تھے، ایک بڑی تعداد اس سے استفادہ کیا کرتی تھی اور مہینہ کے بقیہ دن اگلے میگزین کا انتظار کیا کرتے تھے، مولانا ابولکلام آزاد کی کتاب "انڈیا ونس فریڈم" اس قدر مشہور ہوی کہ اس کے اس زمانہ میں تین کروڑ نسخے چھپے، مولانا ابولکلام آزاد نے ان تحریروں سے ہندوستان میں سیاسی بیداری پیدا کی۔

4) ہندوستان کی قدر و قیمت بڑھائی:

forbes magazine میں لکھا ہے ماضی قریب میں پانچ بڑے مالدار گذرے ہیں جس میں نظام سرکار کا نام آتا ہے، ہندوستان میں بکثرت تجارت اور زراعت ہوا کرتی تھی اس میں شیشم، ساگوان، مصالحہ جات ہوا کرتے تھے ان چیزوں کے ذریعہ بڑی بہترین تجارت ہوا کرتی تھی، اس زمانہ میں ہندوستان کو سونے کی چڑیا کہا جاتا تھا، آج بھی وہی زمین ہے لیکن وہ ترقی آج نظر نہیں آتی، جبکہ اس زمانہ میں اتنی ٹکنالوجی نہیں تھی جو آج ہے، نظام سابع کے دور میں حیدرآباد میں ہیرے کی تجارت ہوا کرتی تھی، پرانے مخطوطات یا جو بھی انوکھی نادر چیز لائی جاتی اس کو سونے میں تولا جاتا اور وہ سونا

اس انوکھی چیز کی قیمت ہوا کرتی تھی، اسی لیے سالار جنگ میوزیم میں مختلف ایسی انوکھی چیزیں نظر آتی ہے جو کہیں اور جگہ دنیا میں نظر نہیں آتی، اس طرح مسلمانوں نے ہندوستان کی قدرومنزلت کو بڑھاکر ساری دنیا کو سونے کی چڑیا کے لقب سے ملقب کرنے پر مجبور کر دیا۔

5) غلط رسم ورواج کی بیخ کنی کی گئی:

ستی کی رسم جس میں عورت کو شوہر کی چتا پر زندہ جلادیا جاتا تھا، اس رسم کو بھی مسلمانوں نے مٹادیا، اچھوت کا نظریہ یہ رویہ مسلمانوں نے ختم کیا جواہر لال نہرو THE DISCOVERY OF INDIA میں لکھتے ہیں کہ مسلمان آنے سے ہندوستان بہت زیادہ ترقی کیا اور طبقاتی نظام کا خاتمہ ہوا اور بھید بھاؤ کے نظام میں کافی کمی آئی۔

6) تعلیمی لیاقتوں کے لیے عمارتوں کا سلسلہ:

ہندوستان کو مسلمانوں نے تعلیمی اعتبار سے اعلی بنایا، یہاں بڑی بڑی یونیورسیٹیاں قائم کی مثلا عثمانیہ یونیورسٹی، جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی، علی گڑھ یونیورسٹی، یوجی سی سی سے مصدقہ نظام سرکار کے زمانہ کا نمس جس کی ساری دنیا میں ریسرچ کو مانا جاتا ہے، دائرۃ المعارف جو عثمانیہ یونیورسٹی کے بغل میں موجود ہے، پورے عرب ورلڈ میں ایسی کتابیں نہیں ملتی جو دائرۃ المعارف میں آپ کو ملتی ہے مدینہ یونیورسٹی میں جو کتابیں سلیبس میں پڑھائی جاتی ہیں اس پر دائرۃ المعارف کا نام لکھا ہوا ہے علم الرجال کے 5 لاکھ راویوں کا جو مواد ہے وہ مواد پوری دنیا میں مل نہ سکا آخر کار وہ دائرۃ المعارف میں ملا، ہندوستان کو تعلیمی اعتبار سے اتنا اعلی بنایا کہ عرب دنیا کے لوگ یہاں کا سفر کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں

۔

7)امن کے قیام کے لیے کوششیں کی گئی:

مدارس اور مساجد کو قائم کیا گیا اور یہاں سے امن کی تعلیم دی گئی، ہیمن کر کرے صاحب نے جب ممبئی کے اے ٹی یس میں مجھے مدعو کیا تھا، تمام پولیس آفیسر س کے سامنے میں نے یہ کہا کہ ہمارے مدارس اور مساجد میں دہشت گردی نہیں امن کی اعلی تعلیمات دیجاتی ہیں، قرآن مجید کی جو تعلیمات دی جاتی ہے اس میں کی ایک تعلیم یہ ہے اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ۚ

جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا، اور جو شخص کسی ایک کی جان بچالے، اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کر دیا(سورۃ المائدہ آیت نمبر32)

کسی بھی معصوم مسلم اور غیر مسلم کو قتل کرنے کو ساری انسانیت کے قتل کے برابر قرار دیا گیا اس لیے آپ دیکھیں گے کہ دو بڑی دہشت پیدا کرنے والی پہلی اور دوسری عظیم جنگوں میں مسلمانوں کا نام ونشان مؤثر رول کے طور پر نہیں آتا ہے۔

8)سہولیات کے لیے عمارتیں تعمیر کی:

ریلوے اسٹیشنوں کی عمارتیں، پل اور ڈیم تعمیر کیے گئے مثلا حیدرآباد کی ناملی اسٹیشن کی عمارت، اور سکندرآباد سٹیشن کی عمارت دونوں عمارتیں مسلمانوں نے بنائی، عثمان ساگر یہ مسلمانوں کا بنایا ہوڈیم ہے جس سے بلا تفریق مذہب لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں، چادر گھاٹ مسلمانوں کا بنایا ہوا پل ہے نظام سرکار نے یوکے اور فرانس میں تھیم اور سین کی طرح دونوں شہروں کو ملانے کے لیے پل بنایا تھا، نظام

سرکار نے سونچا کہ اس طرح کا پل ہمارے ہندوستان میں بھی ہونا چاہیے انہوں نے حیدرآباد میں چادر گھاٹ پل کی تعمیر کی اور اس پل کے ذریعہ پرانے شہر اور نئے شہر دونوں کو ملایا۔

9) خدمت خلق کے لیے دواخانے اور سرائے بنائے گئے:

عثمانیہ دواخانہ حیدرآباد، پرنسس درِ شہوار حیدرآباد، پرنسس اسری ہاسپٹل، اویسی ہاسپٹل حیدرآباد، چارمینار دواخانہ حیدرآباد، زچگی خانہ حیدرآباد، دواخانہ ہمدرد دہلی، صدیق سرائے چنئ، مسافر خانہ ناملی حیدرآباد، جعفر سلیمان مسافرخانہ ممبئ، مسلم مسافرخانہ مدھیہ پردیش وغیرہ اس کی مثالیں ہیں۔

10) آثار قدیمہ:

جس ملک میں سیر و تفریح کے مقامات زیادہ ہوں اس ملک کو لوگ بکثرت سفر کرتے ہیں، سیر و تفریح میں آثار قدیمہ کو نہایت ہی اہم مقام حاصل ہے جس سے اس ملک کی معیشت کو کئ اعتبارات سے فوائد حاصل ہوتے ہیں مثلا 1) لوگ دوسرے ممالک سے اور ہندوستان میں ایک شہر سے دوسرے شہر آثار قدیمہ کو دیکھنے کے لیے سفر کرتے ہیں جس سے ٹرانسپورٹیشن کے ذریعہ فوائد ملتے ہیں، 2) ہندوستان کے آثار قدیمہ حکومت کی ملکیت ہیں اور ان مقامات کی زیارت کے لیے ٹکٹ رکھا جاتا ہے اس طرح ہندوستان کی مالیہ کو بکثرت فائدہ ہوتا ہے 3) ان مقامات کی دیکھ بھال کے لیے خادمین ہوتے ہیں جن کو نوکریاں ملتی ہے اس طرح آثار قدیمہ ہندوستان کے کئ افراد کے روزگار کا ذریعہ بنتے ہیں ،چند آثار قدیمہ کے نام 1) لال قلعہ دہلی 2) تاج محل آگرہ 3) چارمینار حیدرآباد 4) قطب مینار 5) فلک نما پیالیس

یہ دس دلائل اس بات کا واضح ثبوت ہیں، کہ مسلمان ہندوستان کے مکمل وفادار تھے، وفادار ہیں اور وفادار رہینگے۔

زندگی کا مقصد

عناصرِ خطبہ

تمہید

موضوع کے انتخاب کا سبب

لہو ولعب اور غفلت کا مطلب

دنیا کی حقیقت کو سمجھنے کا فائدہ

دنیا وآخرت کا مفہوم

زندگی کا مقصد

انسان کا مقصدِ زندگی سے ہٹنے کے دو اہم سبب

پہلا سبب: ماں باپ

دوسرا سبب: شیطان

میدانِ دعوت کے تین اہم پوائنٹس

پہلا پوائنٹ

دوسرا پوائنٹ

تیسرا پوائنٹ

تمہید

آج جس موضوع پر میں آپ کے سامنے خطبہ ءجمعہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں وہ ہے "**زندگی کا مقصد**" یا با مقصد زندگی

شاعر نے کہا۔

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سر فرازی

میں اسی لئے مسلمان میں اسی لئے نمازی

آدمی یہ طے کر لے کہ میری زندگی کا مقصد دین کو فروغ دینا ہے۔ آدمی یہ دعا کرے کہ اے اللہ سبحانہ وتعالیٰ تو میری زندگی، میرا وقت، اور میرے مال کو دین کی نشر و اشاعت میں لگانے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ سبحانہ وتعالیٰ، میری زندگی۔ میرا مال میرا وقت، میری صلاحیتوں skills ذریعہ غرض میری ہر چیز کو اسلام کے فروغ کا ذریعہ بنا دے۔ یہ احساس لے کر جو انسان جیتا ہے اسے دنیا کی مصیبتیں چاہئے وہ چھوٹی ہوں کہ بڑی سب کے سب اس کو ہیچ نظر آتی ہے یعنی معمولی نظر آتی ہے وہ چھوٹی چھوٹی چیزوں، اور تکالیف سے نہیں گھبراتا، بلکہ بڑی سے بڑی مصیبت کا وہ ڈٹ کر مقابلہ کرتا ہے۔

موضوع کے انتخاب کا سبب

اس موضوع کو انتخاب کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حال ہی میں میرے پاس چند لوگ اپنے اپنے جھگڑے لے کر آئے تھے۔ اور یہ جھگڑے شوہر اور بیوی کے مابین، بھائی بھائی کے مابین، بہن اور بھائی کے مابین اور جائداد اور ازدواجی زندگی سے تعلق رکھتے تھے

ایک عورت کہتی ہے کہ یہ میرے شوہر ہیں وہ میری عزت برابر نہیں کرتے، اور شوہر کہتا ہے کہ یہ میری بیوی ہے وہ میرا خیال نہیں رکھتی ہے۔ میں نے ان کو واضح طور پر بتادیا کہ اگر تمہارا مقصد بڑا ہوتا تو تم اتنی چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لئے جھگڑا کر کے میرے پاس نہیں آتے تھے۔ اور میں نے ان کو ان کی زندگی کے مقاصد بتایا اور تھوڑی دیر تک سمجھانے کے بعد انھوں نے کہا کہ ہمارا ذہن کھل گیا ہے۔ میں نے بہت لوگوں سے بات چیت کی اور ان سے یہ کہا کہ اتنے چھوٹے چھوٹے مسائل کے لئے تم اپنی آخرت کو کیوں برباد کر رہے ہو۔

ایک صاحب سے میں نے بات چیت کرتے ہوئے یہ کہا کہ آپ آخرت کو سامنے رکھ کر بتایئے کہ یہ زمین آپ کی ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ بھائی اس زمین کے معاملے میں آخرت کو مت لایئے۔ آج ایسے ہی ہو رہا ہے۔ مثال کے طور پر زید اور بکر کے مابین زمین یا کسی اور چیز کو لیکر جھگڑا ہو گیا اور دونوں نے مل کر ایک تیسرے آدمی کو حکم (فیصلہ کرنے والا) بنالیا۔ اور جب حکم دونوں کو یہ کہتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کے خلاف جاتے ہوئے تم دونوں میں سے کوئی ظلم کرتے ہوئے یہ زمین ہڑپنا چاہتا ہے تو یاد رکھو آخرت کے دن اسی زمین کو لے کر تمہیں پچھتانا پڑے گا۔ دونوں میں سے کوئی ایک کہتا ہے کہ بھائی یہ آخرت اور قیامت کو درمیان میں مت لاؤ۔ اس زمین کے معاملے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو مت لاؤ۔ ایسا اس وقت ہوتا ہے جب زندگی کا مقصد واضح نہ ہو اور فکر آخرت واضح نہ ہو۔ اگر ان دونوں کے سامنے زندگی کا مقصد واضح ہوتا تو وہ دونوں اس حقیر سی زمین کو لے کر جھگڑتے اور نہ ہی وہ تیسرے کے پاس آتے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمادیا ہے " أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ (115)"

کیا تم یہ گمان کئے ہوئے ہو کہ ہم نے تمہیں یوں ہی بیکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے ہی نہ جاؤ گے (المومنون:23/115)

اگر ذہن میں یہ بات رہے گی کہ ایک دن ہمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پاس جانا ہے۔ اور وہاں پر یہ معاملہ ہو گا" فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ (7) وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ(8) "پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا[7] اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا(الزلزلۃ:99/8-7)

آج اگر انسان کے ذہن میں اس آیت کا بیان کردہ تصور مستحضر رہے گا۔ اور ساتھ ہی یہ تصور بھی رہے گا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ "السمیع اور "البصیر"" ہے یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر چیز سن رہے ہیں اور ہر چیز ہر وقت اور ہر جگہ دیکھ رہے ہیں۔ تو وہ کبھی کسی پر ظلم نہیں کرے گا کسی کا حق نہیں مارے گا۔

اسلام تین چیزوں کا نام ہے (توحید، رسالت اور آخرت)

اسلام تین چیزوں پر مشتمل ہے توحید، رسالت اور آخرت

توحید کا عقیدہ انسان کو یہ تصور دیتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مجھے ہر جگہ ہر وقت پر دیکھ رہے ہیں اور سن رہے ہیں لہذا اسی کی عبادت کرنا ہے

رسالت اور آخرت کا عقیدہ انسان کو یہ تصور دیتا ہے کہ اگر میں دنیا میں نبی اکرم ﷺ کی سنت کے مطابق فیصلہ نہیں کروں گا تو پھر قیامت کے دن میرا انجام برا ہو گا اس کو یہ اس کا خوف لگا رہتا ہے۔ جس کے پاس یہ تصور نہیں ہوتا وہ غفلت میں پڑھ کر لہو ولعب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

لہو ولعب اور غفلت کا مطلب

"لہو" و"لعب" اور "غفلة"، یہ قرآن مجید کی اصطلاحات ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت ساری جگہوں پر کہا کہ یہ دنیوی زندگی کے سامان صرف "لہو" و"لعب" ہے۔

"لہو" کہتے ہیں "یلھو الانسان بالخسیس عن النفیس" ایسی چیز جو انسان کو ایک اعلی چیز کو ہٹا کر ایک بری اور چھوٹی چیز کے پیچھے لگا دیتی ہے۔ جیسے کہ ایک چھوٹے بچے کو جب آپ کوئی بڑے کام کے لئے بھیجتے ہیں تو وہ بڑے کام کو چھوڑ کر اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ کھیلنا شروع کر دیتا ہے۔ آپ اس کو پکڑ کر ڈانٹتے ہوئے کہتے ہیں میں نے تم کو اتنے بڑے کام کے لئے بھیجا تھا لیکن تم نے اس معمولی کھیل میں پڑ کر اس عظیم کام کو چھوڑ دیا ہے۔۔۔! لیکن آپ اس کی عمر کو دیکھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ لیکن یہی بچہ جب بڑا ہو جاتا ہے اس کا یہی کھیل جرم بن جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح اگر ہم آخرت کو چھوڑ کر اس حقیر دنیا میں مبتلا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس نقصان سے بچانے کے لئے قرآن میں مختلف جگہوں پر تنبیہ کیا

سورہ اعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 172 میں ارشاد فرمایا" وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِن بَنِي آدَمَ مِن ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۛ شَهِدْنَا ۛ أَن تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَافِلِينَ (172)"

اور جب آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا کیوں نہیں! ہم سب گواہ بنتے ہیں۔ تاکہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہو کہ ہم تو اس سے محض بے خبر تھے۔(الاعراف:7/172)

اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ بتارہاہے کہ تم قیامت کے دن اسی غفلت کا بہانا بنانے نہ لگ جاؤ(اس لئے ہم تمہارے پاس رسول بھیجتے جائیں گے)قرآن کی رو سے غفلت کا مطلب یہ ہے کہ مخلوق میں اتنابزی ہو جانا کہ خالق کو بھول جائیں۔ اوراسی غفلت کو قرآن مجید میں "لہو"اور "لعب" سے تعبیر کیا گیاہے۔جب آدمی کی زندگی میں کوئی بڑا مقصد نہیں ہوتاہے تووہ معمولی معمولی چیزوں سے گھبراجاتاہے۔اور وہ معمولی چیزوں میں اپنے آپ کو مشغول کرکے بڑی چیزوں سے غفلت برت لیتاہے۔قرآن مجید میں دنیاوی چیزوں کو "متاع" کہا گیاہے سورہ آل عمران سورہ نمبر 3 کی آیت نمبر 185 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا" كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۖ فَمَن زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۗ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ (185) "

ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور قیامت کے دن تم اپنے بدلے پورے پورے دیئے جاؤ گے ، پس جو شخص آگ سے ہٹا دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے بے شک وہ کامیاب ہو گیا، اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کی جنس ہے(آل عمران:3/ 185)

جب ہم سب کو یہ معلوم ہے کہ تمام انسانیت کا مستقبل موت ہے ,توپھر یہ بھاگ دوڑ کس بات کی ہے بعض لوگ صرف اس بات کی رٹ لگائے ہوئے ہوتے ہیں کہ future planning کیاہوگی ۔اگر کسی سے پوچھا جائے کہ آپ کا مستقبل کا منصوبہ future planning کیاہے۔تووہ کہتے ہیں کہ اب میں 30 سال کا ہوں اور آنے والے 30 سال یعنی جب میری عمر 60 سال کی ہوگی تو آپنے آپ کو فلاں پوسٹ پر دیکھنا چاہتاہوں۔ یامیں آنے والے 5 سال میں اپنے آپ کو فلاں پوسٹ پر دیکھنا چاہتاہوں۔ آج میں ایک جونیر امپلائی Junior Employ ہوں۔ تو آنے والے اتنے سالوں میں اپنے آپ کو ایک سینیر امپلائی Senior Employ دیکھنا چاہتاہوں،اس کمپنی کے اندر میرا ایک

بہت اونچا عہدہ ہونا چاہئے میں اس کمپنی کا C.E.O بننا چاہتا ہوں۔ میں ڈائرکٹر بننا چاہتا ہوں، میں منیجر Manager بننا چاہتا ہوں۔ اب میں ایک ٹیچر ہوں مستقبل میں ایک پرنسپل بننا چاہتا ہوں۔

ہم کہیں گے کہ آپ کی یہ اِن کمپلیٹ فیوچر پلاننگ Incomplete future planning ہے کیونکہ ہمارے مستقبل میں موت بھی آنے والی ہے اس کی تیاری کب کروگے؟ ہمارے Future میں ایک قبر کا گڑھا بھی آنے والا ہے اس کی تیاری کون کرے گا۔ ہمارے مستقبل future میں ایک برزخی زندگی آنے والی ہے۔ اس کی future planning کون کرے گا۔ ہمارے مستقبل future میں حشر کا میدان برپا ہونے والا ہے اس کی future planning کون کرے گا؟ ہمارے مستقبل future میں حساب وکتاب کا میدان آنے والا ہے اس کی future planning کون کرے گا؟ ہمارے مستقبل future میں ہماری آنکھوں کے سامنے ایک تراوزرکھ کر ہمارے کئے ہوئے اعمال تولے جائیں گے اس کی future planning کون کرے گا؟ ہمارے مستقبل future میں جنت اور جہنم کے فیصلے کئے جانے والے ہیں۔ پل صراط پر سے گذرنے کا ایک نازک مرحلہ آنے والا ہے اس کی future planning کون کرے گا؟ ایک ایسا دن آنے والا ہے کہ جس میں جانوروں کے حقوق بھی ان کو دلائیں جائیں گے، تو اس دن کی تیاری کون کرے گا۔ "وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ "اور بے شک تم کو تمہارے کئے ہوئے اعمال کا پورا پورا بدلہ قیامت کے دن دیا جائے گا۔

" فَمَن زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ "اعمال کے بدلہ دیا جانے کے بعد جو کوئی جہنم سے بچالیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو وہی آدمی اصل کامیاب انسان ہے۔ اسی آدمی کو آج کی جدید اصطلاح میں کامیاب انسان یا complete man یا Success full man یا branded personality یا young achiever کہا جاتا ہے۔

ان تمام القاب کا اگر کوئی مستحق ہے تو وہ شخص ہے جس کو جہنم سے بچالیا جائے اور جنت میں داخلہ دے دیا گیا۔ اصل کامیاب، اصل complete man، اصل Success full man، اصل branded personality، اصل young achiever تو یہی شخص ہے جو جہنم سے نکل گیا اور جنت میں چلا گیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آگے فرمایا" وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ " کہ اس دنیا کی ساری چیزیں متاع ہیں، اور وہ بھی "متاعِ غرور" دھوکہ کا سامان ہیں۔ متاع کس کو کہتے ہیں؟

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایک اور جگہ اس لفظ کو استعمال کیا ہے فرمایا" نَحْنُ جَعَلْنَاهَا تَذْكِرَةً وَمَتَاعًا لِّلْمُقْوِينَ (73)"

ہم نے اسے سبب نصیحت اور مسافروں کے فائدے کی چیز بنایا ہے (الوقعۃ:56/ 73)

اس آیت سے متاع کا معنی بخوبی سمجھ میں آتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ کسی جنگل سے گذر رہے ہیں، شام ہوگئی ہے اندھیرا چھانے والا ہے تو آپ اس جنگل کی سوکھی اور بے جان لکڑیاں آس پاس سے جمع کرتے ہیں اور اس کو جلاتے ہیں اور اسے اس شام کے لئے سردی سے بچنے کے لئے یا پھر ایک رات کی روشنی کے لئے استعمال کرتے ہیں اور گذر جاتے ہیں۔ وہاں جاتے وقت آپ اس آگ اور ان چھوٹی لکڑیوں طرف نہ توجہ کرتے ہیں اور نہ اسے ساتھ لے جانے کے بارے میں سوچتے ہیں۔ کیونکہ آپ کا مقصد اپنی منزل ہے اور آپ ان حقیر چیزوں پر توجہ دینے کی کوشش بھی نہیں کرتے انہی چھوٹی چیزوں کو متاع کہا جاتا ہے۔ اس کو عربی زبان میں "الشیء التافہ" کہا گیا ہے۔ یعنی وہ چھوٹی چیزیں جسے انسان کبھی کبھی ان کو استعمال کرلیا کرتا ہے اور اس پر زیادہ توجہ نہیں دیتا۔ بالکل اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نظر میں یہ ساری دنیا اور اس کے سارے ساز وسامان متاع ہیں۔

دنیا کی حقیقت کو سمجھنے کا فائدہ

اگر انسان کو دنیا کی حقیقت سمجھ جائے تو وہ اپنی ساری محنتیں آخرت کی تیاری میں لگا دے گا۔مثال کے طور پر اگر دنیا میں کوئی شخص زیادہ مشہور ہو گیا۔ زیادہ مال دار ہو گیا، اور اسے ساری چیزیں میسر ہو جائیں تو وہ تکبر و غرور کا شکار ہو جائے گا،اور اسی مال و متاع کو سب کچھ سمجھے گا، لیکن اس کے بر خلاف جس کے پاس آخرت کا تصور ہو وہ سمجھتا ہے کہ ساری دنیا ایک متاع سے زیادہ نہیں ہے اس کی کوئی بھی قیمت نہیں ہے اور اگر اسے اس کی من چاہی چیزیں جیسے مال، دولت اور شہرت نہیں ملتیہ تو وہ اتنا نروس اور غمگین نہیں ہوتا ہے کہ خود کشی کرنے کی نوبت آ جائے بلکہ۔ وہ کہے گا کہ اتنی چھوٹی چیز مجھے نہیں ملی تو کوئی بات نہیں میں جنت میں اس سے بڑی چیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے حاصل کرلوں گا

۔اس تصور سے آدمی اپنے آپ کو جہاں تکبر سے بھی بچائے گا وہیں دنیا کی ساری تکالیف کو سہن کرنے کا جذبہ اور ملکہ پیدا کرلے گا۔

آج کے دور کے حساب سے متاع کی مثال برش ہے۔ ظاہر بات ہے ہم اس کو زیادہ توجہ نہیں دیتے۔ اگر کسی کے پاس ایک برش ہے تو وہ سب کے سامنے آکر تکبر کے ساتھ یہ کہے کہ میں اتنا بڑا ہوں کہ میرے پاس ایک دانت صاف کرنے کا برش ہے۔ تو لوگ کہیں گے کہ یہ پاگل ہو چکا ہے کہ برش بھی کوئی بتانے کی چیز ہے؟ یہ سب کے پاس ہوتا ہے۔

اسی طرح اگر کسی کا برش گم ہو جائے تو وہ بڑے غم وغصے کے اظہار کرتے ہوئے لوگوں سے کہتے پھرتا ہے کہ میں اب مر جاوں گا۔ میں لٹ گیا ہوں میرا دیوالیہ نکل چکا ہے، میں برباد ہو گیا ہوں ،اگر لوگ اسے پوچھیں کہ بھائی تمہارا کیا لٹ گیا ہے؟ اگر وہ کہے کہ میرا برش گم ہو گیا ہے تو لوگ یہ

سن کر ہنسیں گے اور اس کو پاگل سمجھ کر اس پر کوئی توجہ نہیں دیں گے۔ الغرض متاع کا معنی کوئی بھی بے وزن، بے قیمت چیز جس کی طرف لوگ زیادہ توجہ نہیں دیتے ہیں، یا جس کی بنیاد پر آپ تکبر کریں یا جس کو بنیاد بنا کر آپ کوئی خودکشی کا فیصلہ لیں۔

دنیا و آخرت کا مفہوم

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس دنیا اور آخرت کے درمیان مقابلہ اور موازنہ compare کرتے ہوئے فرمایا" بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا (16) وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَى (17) "

لیکن تم تو دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو [16] اور آخرت بہت بہتر اور بہت بقا والی ہے(الاعلیٰ:87/16-17)

یعنی تم لوگ اس حقیر دنیا کو ترجیح دے رہے ہو، جبکہ دنیا کے بدلے آخرت زیادہ بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔ اور اس دنیا کے لئے بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جو لفظ "دنیا" کا استعمال کیا ہے اس پر توجہ دینا ضروری ہے کہ لفظ "دنیا" کا معنی ہے قریب والی چیز۔ اور لفظ "آخرۃ" کا معنی ہے بعد میں آنے والی چیز۔ اور "الحیاۃ الدنیا" کا مطلب ہوتا ہے وہ زندگی جو تم کو قریب میں مل چکی ہے۔ اور "الحیاۃ الآخرۃ" کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ زندگی جو تم کو مرنے کے بعد ملنی والی ہے۔

اس کا مطلب یہ نکلا کہ میری پوری زندگی دو حصوں میں تقسیم ہو چکی ہے ایک "دنیوی زندگی" اور دوسری "اخروی زندگی

ایک آدمی ایک حصے میں اتنا بزی ہو گیا ہے کہ وہ آنے والی زندگی کا پلان نہیں کر سکا تو اس آدمی نے اپنے مستقبل کی اِن کمپلیٹ فیچر پلاننگ Incomplete future planning کی ہے۔

جب میرے پاس بہت سارے لوگ دکھ درد لے کر لوگ آتے ہیں تو میں ان سے یہی پوچھتا ہوں کہ اگر آپ نے دنیاوی زندگی کا مقصد بہتر طریقے سے جانا ہوتا اور آپ کی زندگی کا مقصد بہت اونچا ہوتا، قرآن مجید کا ترجمہ آپ نے اچھے طریقے سے سمجھ کر پڑھ لیا ہوتا تو زندگی کے کئی فیصلے لینے میں آپ کو آسانی ہو جاتی تھی۔ دنیا کیا ہے آپ قرآن مجید پڑھ کر دیکھئے، آخرت کی حقیقت جاننا ہے تو قرآن مجید پڑھئے۔ شہرت کی کیا حد ہے؟ قرآن مجید پڑھ کر دیکھئے۔ عزت، مال و دولت، کپڑے، رہن سہن کی حقیقت جاننا ہے تو قرآن مجید پڑھ کر دیکھئے۔ ہم نے اپنی زندگیوں کو جو برانڈنگ branding کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کی کوئی قیمت ہی نہیں ہے جس کو اہم اتنا توجہ کے ساتھ سنوارنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اصل برانڈ brand تو یہ ہے کہ آدمی سوچ میں اس دنیا میں رہ کر جنت حاصل کر رہا ہوں یا نہیں؟ کیا میرا عمل اور میرا عقیدہ مجھے آخرت میں جہنم سے بچائے گا یا نہیں؟ میری آنے والی زندگی میں مجھے سکون ملے گا یا نہیں؟۔ اگر یہ فکر اور یہ سوچ پیدا ہو جائے تو آدمی کی سوچ اور اندازِ فکر بہت اعلیٰ اور ارفع ہو جائے گا۔

زندگی کا مقصد

زندگی کا مقصد قرآن مجید کو پڑھنے سے پتہ چلتا ہے۔ سورہ ملک سورہ نمبر 67 کی آیت نمبر 2 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرمایا" الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ (2)"

جس نے موت اور حیات کو اس لیے پیدا کیا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے کام کون کرتا ہے، اور وہ غالب (اور) بخشنے والا ہے (الملک: 67/ 2)

ایک مرتبہ میں ایک آدمی سے ملاقات کیا جس کا نام مسلمانوں جیسا تھا تو میں نے سمجھا کہ یہ مسلمان ہے۔ لیکن اس کی باتیں، اس کا ذہن اسکی سوچ الحادی (بے دینی) تھی۔ وہ agnostic قسم کی باتیں کرنے والا تھا بعض مسلمان بھی ایسے ہو جاتے ہیں، یہ سب کچھ ماحول کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس نے پوچھا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مجھے اور اس کائنات کو کیوں پیدا کیا؟ ایک ایک چیز کا مجھے جواب چاہئے تب ہی جا کر میں اسلام واپس آوٴں گا ورنہ میں واپس نہیں آوٴں گا اور آپ جہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، یہاں پر کئی مولوی آئے اور چلے گئے اور میرے سوالات کا جواب نہیں دے سکے۔ کیا آپ میرے سوالات کا جواب دے سکتے ہیں، جب تک مجھے ہر چیز کی پیدائش کا مقصد نہ معلوم ہو جائے اس وقت تک میں واپس اسلام میں نہیں آوٴں گا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ فلاں کمپنی کے اونر ہیں، اس نے کہا جی ہاں۔ کیا آپ کے پاس جو بھی امپلائی employ آتا ہے، کیا وہ یہی سوال کرتا ہے کہ مینیجر صاحب یہ کرسی آپ کے پاس کیوں ہے،؟ آپ نے یہی کرسی کیوں لی؟ آپ کا کمپیوٹر ایسا کیوں ہے؟، دوسرے بہت سارے کمپیوٹرس موجود تھے اس میں سے اسی کو آپ نے کیوں چنا، اور اس کو اسطرح کیوں رکھا ہوا ہے، اس قسم کے باریک باریک سوالات کے جوابات دینے کے بعد ہی آپ اس امپلائی employ کو آپ اپنے پاس کام دیتے ہیں، یا پھر اس سے کہتے ہیں کہ تم چپ چاپ کام کر کے جاوٴ۔

ایک مالک owner اپنی ملکیت owner ship میں کچھ کام کرتا ہے تو ایک گذرنے والا آدمی اس سے کئی سوالات نہیں کرتا، مثال کے طور پر ایک آدمی گھر توڑ رہا ہے اور اس کے بعد اس کا ارادہ ہے کہ اس کو نئے طریقے سے بنائے گا اور اس میں کئی کام بھی کرواتا ہے، اور آپ کو اس کا پلان سمجھ

میں نہیں آتا ہے تو آپ اس کو جا کر ایسا تو نہیں کہیں گے کہ آپ کا پلان گلی والوں کو پوری طرح سے سمجھ میں آنا چاہئے۔ آپ نے یہ پلر (ستون) ایسا کیوں بنایا ہے، آپ نے یہ ڈیزائن ایسا کیوں بنایا، آپ نے ان کمروں کا رقبہ اتنا بڑا کیوں رکھا، جب آپ سب کچھ گلی والوں کو بتائیں گے تب ہی سارے لوگ آپ کو گھر بنانے کی اجازت دیں گے ورنہ نہیں۔

، کیا ہر سوال کے جوابات دنیا میں ہر کوئی دے پاتا ہے۔ کیا اس کو دینا چاہئے، ؟ اونر کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی ملکیت owner ship میں جو چاہے کر سکتا ہے۔ کیا یہ دنیا کا اصول ہے کہ اونر ہر ایک کو بتاتا پھرے یہ کام میں اس لئے کر رہا ہوں

ایسی کئی کمپنوں میں آپ جاتے ہیں جس کی کئی چیزیں آپ کو سمجھنے میں نہیں آتی ہیں۔ اس کمپنی میں آپ دس دس سال بیس بیس سال کام کرتے ہیں۔ کبھی آپ نہیں پوچھتے کہ اس کرسی کا رخ ایسا کیوں ہے۔ یہ دروازہ یہاں پر کیوں کھل رہا ہے۔ مجھے ان سارے سوالات کے جوابات نہیں مل رہے ہیں اس لئے میں کسی کمپنی میں جاب نہیں کرتا، اگر ایسا تصور بنائیں گے تو دنیا میں کسی کو جاب ملے گا۔

کسی کمپنی کو اس کے امپلائی employ کے ہر سوال کے جواب دینا لازم نہیں ہے جب یہ دنیا کا اصول ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ پوری کائنات کے مالک ہیں، وہ رب العالمین ہیں۔ پڑھئے سورہ الناس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: " **قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ**(1 (مَلِكِ النَّاسِ (2) إِلَٰهِ النَّاسِ (3) مِن شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ (4) الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ (5) مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ(6) "

آپ کہہ دیجئے! کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ میں آتا ہوں [1] لوگوں کے مالک کی (اور)[2] لوگوں کے معبود کی (پناہ میں)[3] وسوسہ ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے

[4] جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے [5] (خواہ) وہ جن میں سے ہو یا انسان میں سے (الناس:114/6-1)

جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ سب کے مالک ہیں تو کیا ضروری ہے کہ وہ تمہیں تمہارے سارے سوالات کے جوابات دے؟ یہ تم نے کیسے طے کرلیا۔ ممکن ہے کہ ہمارے پاس سوالات کے جوابات سمجھنے کی طاقت capacity نہ ہو، یہ تم نے کیسے طے کرلیا کہ اس کے پیچھے کوئی حکمت نہیں ہے، اس کے پیچھے حکمت ضرور ہوگی، ہوسکتا ہے کہ وہ حکمت مجھے سمجھ میں نہ آئے۔ اس بارے میں ٹائم ویسٹ کرنے کے بجائے کہ ہم یہ یقین کرلیں کہ

" وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۖ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ (255)" اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کرسکتے مگر جتنا وہ چاہے، اس کی کرسی کی وسعت نے زمین و آسمان کو گھیر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت سے نہ تھکتا اور نہ اکتاتا ہے، وہ تو بہت بلند اور بہت بڑا ہے (البقرة: 255/2)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علم کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حکمت کوئی سمجھ نہیں سکتا ہے۔ لہذا جو تم کو سمجھ میں آیا ہے اس پر تو عمل کرلو۔ کیا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کہا ہے کہ تم کائنات کو مکمل سمجھو گے تو میں تمہیں جنت میں داخل کروں گا؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایسا نہیں کہا کہ میرے بارے میں تمہارے ذہن میں جتنے سوالات اٹھ رہے ہیں ان سوالات کو سمجھ کر ان کے مکمل جوابات تلاش کرنے بعد ہی تم کو جنت دوں گا؟

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمارہا کہ ان سوالات کو چھوڑو۔ قرآن اور صحیح حدیث میں جو بتادیا گیا ہے اتنا ہی عمل کرکے آؤ میں تم کو جنت دے دوں گا۔

اگر کوئی ایگزام ہال میں ایگزام لکھنے کے بجائے وہاں بیٹھ کر سوالات کرے کہ وہ فیان ایسا کیوں ہے ٹیچر؟ وہ بورڈ ایسا کیوں لگایا ہے؟ یہ فیان اس کمپنی کا کیوں لئے، وہ کمپنی کا لینا تھا، تو ٹیچر کہے گا کہ تم پہلے ایگزام لکھو کیونکہ یہ ایگزام لکھنے کا ٹائم ہے، تھوڑی دیر کے بعد یہ پیپر تم سے چھین لیا جائے گا غیر ضروری سوالات کرکے اپنے اوقات کو ضائع مت کرو۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جو کائنات بنائی ہے اس کے بارے میں سوال نہ کریں ۔ بلکہ قرآن وحدیث پر عمل کرکے آخرت میں کامیاب ہونے کی فکر کرنی چاہئے۔ ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ یہ ساری کائنات ہمارے لئے ایک ایگزام ہال ہے۔ اور قرآن اور صحیح حدیث ہمارا نصاب syllabus ہے۔ اس نصاب میں مجھ سے کیا مطلوب ہے۔ بس اس کو پورا کرنے کی کوشش کرو۔ حد سے زیادہ اپنے آپ کو تھکانے کی ضرورت نہیں ہے، سادہ زندگی کو مشکل وہی آدمی کرتا ہے، جو فطرت سے ہٹ جاتا ہے اور فطرت کا باغی بن جاتا ہے۔

انسان کا مقصدِ زندگی سے ہٹنے کے دو اہم سبب

پہلا سبب: ماں باپ

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا" كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَثَلِ الْبَهِيمَةِ تُنْتَجُ الْبَهِيمَةَ، هَلْ تَرَى فِيهَا جَدْعَاءَ"

ہر بچہ کی پیدائش فطرت پر ہوتی ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں بالکل اس طرح جیسے جانور کے بچے صحیح سالم ہوتے ہیں۔ کیا تم نے (پیدائشی طور پر) کوئی ان کے جسم کا حصہ کٹا ہوا دیکھا ہے۔

الراوي: أبو هريرة|المحدث: البخاري|المصدر: صحيح البخاري

الصفحة أو الرقم: 1385|خلاصة حكم المحدث: [صحيح]

حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ بچے کو بھٹکانے کا ذریعہ بن سکتے ہیں، جو لوگ شرک وبدعت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمارے آباواجداد سے یہ چلا آرہا ہے اسی لئے ہم یہ کر رہے ہیں۔ اگر یہ غلط ہوتا تو ہمارے آباواجداد نہیں کرتے تھے، انہیں چاہئے کہ وہ اس حدیث شریف پڑھیں اور اس میں غور کریں۔ ہمیشہ ماں باپ صحیح ہونا ضروری نہیں ہے، ماں باپ اگر غلطی کر رہے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حق واضح ہونے کے بعد تم بھی غلطی کرو۔ ہماری زندگی کا مقصد یہ نہیں ہے کہ ہم اپنی زندگی اپنے ماں باپ کے مطابق فالو کریں۔ ہم قرآن اور صحیح حدیث کو نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کے فہم کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالیں۔

دوسرا سبب: شیطان

انسان شیطان کے بہکاوے کی وجہ سے اپنے مقصدِ زندگی سے ہٹ جاتا ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: " وَإِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيَاطِينُ، فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِينِهِمْ وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ، وَأَمَرَتْهُمْ أَنْ يُشْرِكُوا بِي مَا لَمْ أُنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا, " میں نے اپنے سب بندوں کو مسلمان بنایا (یا گناہوں سے پاک یا استقامت پر اور ہدایت کی قابلیت پر) اور بعض نے کہا: مراد وہ عہد ہے جو دنیا میں آنے سے پیشتر لیا تھا «أَلَسْتُ

بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ»(۷-الأعراف:۱۷۲) پھر ان کے پاس شیطان آئے اور ان کے دین سے ان کو ہٹا دیا (یا ان کے دین سے روک دیا) اور جو چیزیں میں نے ان کے لیے حلال کی تھیں وہ حرام کیں اور ان کو حکم کیا میرے ساتھ شرک کرنے کا جس کی میں نے کوئی دلیل نہیں اتاری۔

الراوي: عياض بن حمار|المحدث: مسلم|المصدر: صحيح مسلم

الصفحة أو الرقم: 2865|خلاصة حكم المحدث: [صحيح]

اس حدیث سے پتا چلا کہ بچے کے بھٹکنے کا ماں باپ ذریعہ بن سکتے ہیں، اگر ماں باپ کی تربیت صحیح نہ ہو تو، شیطان ذریعہ بنتا ہے۔ سورہ اعراف سورہ نمبر 7 کی آیت نمبر 172 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ

اور جب آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا کیوں نہیں! ہم سب گواہ بنتے ہیں۔ تاکہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہو کہ ہم تو اس سے محض بے خبر تھے (الاعراف:7/172
)

اس آیت سے پتا چلتا ہے کہ جب انسان مخلوقات میں بزی ہو جاتا ہے، اور خالق کی پرواہ نہیں کرتا ہے، خالق کی باتوں اور اس کی تعلیمات کی پرواہ نہیں کرتا ہے تو وہ غفلت کا شکار ہو کر اپنے زندگی کے مقصد کو کھو دیتا ہے۔

میدانِ دعوت کے تین اہم پوائنٹس

میں آپ کو تین پوائنٹس بتادیتاہوں۔ یہ تین پوئنٹس دعوتی میدان میں بڑے اہم ہوتے ہیں۔ کیونکہ بہت سارے غیر مسلمین کے دل میں یہ سوالات ہوتے ہیں کہ میں کون ہوں، میں کہاں سے آیاہوں میں مرنے کے بعد کہاں جاؤں گا، مرنے کے بعد میرے ساتھ کیاہو گا۔ ان سب سوالات کے جوابات جتنی تفصیل کے ساتھ قرآن مجید اور صحیح احادیث میں موجود ہیں دنیا کی کسی بھی مذہبی کتاب میں نہیں ہے اسی وجہ سے کئی غیر مسلم ان سوالات کو لے کر اکثر پریشان رہتے ہیں۔ کہ میں کون ہوں؟ میں کہاں سے آیاہوں؟، مرنے کے بعد مجھے کہاں جاناہے؟ دنیامیں کرنا کیاہے؟ اس کے تفصیلی جوابات آپ کو صرف اور صرف قرآن مجید اور صحیح احادیث میں ملیں گے، اور یہ انسان کی زندگی میں کبھی نہ کبھی اٹھنے والے سوالات ہیں، اگر ہم یہ تین پوائنٹ معلوم کرلیں گے تو ان شاء اللہ غیر مسلم حضرات کو بڑی آسانی سے اسلام کی حقانیت سمجھ میں آجاتی ہے، اور کئی مسلمان جب ان چیزوں پر غور کرتے ہیں تو خودکشی سے باز آجاتے ہیں غم، مایوسی، ان سے چھٹ جاتی ہے اور ان کے جھگڑے ختم ہوجاتے ہیں۔

کیونکہ آدمی کو جب اعلیٰ چیز یا بڑی چیز کی تلاش رہے گی تو وہ ان چھوٹی چھوٹی چیزوں کو نظر انداز کرتا چلا جائے گا۔ لیکن اس کے برخلاف جب آدمی چھوٹی چیزوں کو بڑی سمجھنے لگتاہے۔ ایک ایک چیز پر ٹھہرتاہے جھگڑا کرتاہے تو وہ دنیا کے سارے امور میں جھگڑالو بن جاتاہے۔ اورآخرت جیسی بڑی چیز سے اپنے آپ کو محروم کردیتاہے، اور اپنے آپ کو آخرت سے غفلت میں مبتلاء کرلیتاہے

پہلا پوائنٹ:

پہلے پوائنٹ کی وضاحت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا" وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُم بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ (24)"کیااب بھی تم نصیحت نہیں پکڑتے۔انہوں نے کہا کہ ہماری زندگی تو صرف دنیا کی زندگی ہی ہے۔ ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہمیں صرف زمانہ ہی مار ڈالتا ہے،(دراصل) انہیں اس کا کچھ علم ہی نہیں۔ یہ تو صرف (قیاس اور) اٹکل سے ہی کام لے رہے ہیں(الجاثیۃ:45/24)

یعنی کچھ لوگ تھے جو یہ مانتے تھے کہ یہ دنیا کو پیدا کرنے کا کوئی مقصد نہیں ہے بلکہ اس دنیا میں ہم مرتے ہیں اور پیدا ہوتے ہیں بس یہی زمانے کا ہیر پھیر ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں بھی ایسے لوگ تھے جن کو عربی میں "دھریہ" کہا جاتا ہے۔ان سے کہا جائے اگر وہ آفس یا کسی سڑک پر یا پھر کہیں بیٹھے ہوئے ہوں ان سے پوچھیں آپ کے سامنے کمپیوٹر ہے جو بڑا شاندار ہے اور یہ بلڈنگ ہے جو بڑی خوبصورت اور شاندار ہے یہ بلڈنگ یاپ کمپیوٹر ایسے ہی خودبخود بن گئے یاان کو بنانے کے لئے لوگوں نے محنت کی۔وہ کہے گا کمپیوٹر اور بلڈنگ بنانے والا کوئی ہے اور وہ بڑا عقلمند ماہر ہے۔

اس کے بعد آپ اس سے کہیں کہ اتنی بڑی شاندار کائنات، یہ چاند، یہ سورج، یہ ستارے، یہ سیارے، یہ دریا، یہ پہاڑ، یہ سمندر، یہ زمین کے بہترین دل کش نظارے کیاان سب کو کوئی بنانے والا ہے اوروہ عظیم الشان ہے،اوروہ رب العالمین ہے۔

دوسرا پوائنٹ

آپ غیر مسلموں سے پوچھیں کہ آپ یہ کھانا کیوں کھاتے ہو؟ وہ جواب دیں گے کہ یہ ایک انسانی ضرورت ہے۔ یا ان سے پوچھیں کہ آنکھ کا مقصد کیا ہے؟ وہ کہیں گے کہ میں اس سے دیکھتا ہوں ، یا ان سے پوچھیں کہ کان کا مقصد کیا ہے؟ وہ کہیں گے کہ میں اس سے سنتا ہوں۔ یہ جوابات سارے غیر مسلموں کے الگ الگ ہوں گے۔

اگر آپ ان سے پوچھیں کہ تمہاری زندگی کا مقصد کیا ہے؟ تو سب کے الگ الگ جوابات ہوں گے۔ کوئی والدین نے جو سیکھایا ہے وہی کہے گا۔ کوئی استاذ نے جو سکھایا وہی کہے گا کسی کو اس چرچ کے فادر نے کچھ بتادیا وہی کہے گا۔ ہم انہیں بتائیں کہ ہماری زندگی کا مقصد اللہ کی عبادت کرنا ہے۔

تیسرا پوائنٹ

تیسرا پوائنٹ یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی جاتے جاتے آپ کو100 ڈالر دے کر چلا گیا۔ تو آپ اس سے پوچھیں گے بھائی آپ مجھے یہ ڈالر کیوں دے رہے ہو؟ یا کم سے کم آپ تھینک یو Thank you کہیں گے، کہ اس نے میرے پوچھے بغیر100 ڈالر دیا۔

اب اس سے سوال کریں کہ آپ کو آنکھ کس نے دیا؟ کان کس نے دیا؟ ہاتھ پاؤں کس نے دیا ؟ ناک کس نے دیا؟ جسم کس نے دیا؟ اور اس سے پوچھیں جس نے یہ چیزیں فری دی ہیں کبھی آپ کو اس ذات کا شکر ادا کرنے کا احساس ہوا ہے۔ کبھی آپ نے اس کے بارے میں سوچا اور اسے بتائیں سب کچھ دینے والا اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے۔

اگر تم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اسماء کو ہی نہیں سمجھ سکے، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نعمتوں کو ہی نہیں سمجھ سکے، تو تم اس دنیا کے مقصد کو بھی نہیں سمجھ سکو گے، اگر تم اس دنیا کے مقصد کو نہیں سمجھو گے، تو تمہاری جو فطرت کی مانگ ہے کہ کہیں بھی جاکر اپنا ماتھا ٹیکنا پڑے گا، فطرت کی مانگ جب پوری

نہیں ہو گی تو تمہارے دل کا سکون اجڑ جائے گا، جب دل کا سکون اگر اجڑ جائے گا تو دنیا کا کوئی حکیم، کوئی ڈاکٹر، کوئی ماہر نفسیات psychotics تمہاری بے چینی کو دور نہیں کر سکتا اور نہ تمہارے اندر حقیقی سکون ڈال سکتا ہے، کیونکہ تم نے فطرت کی مانگ کو پورا نہیں کیا۔ ہماری فطرت میں سجدے ہیں، ہمارے فطرت میں رکوع ہیں، ہماری فطرت میں نماز ہے، ہماری فطرت میں روزہ ہے، ہماری فطرت میں زکوٰۃ ہے ہماری فطرت میں حج ہے، استطاعت اگر ہو گی تو اس کے مطابق ادا کرنا ہو گا۔، اگر فطرت کی مانگ پوری نہیں کروگے تو بے سکونی میں مبتلا ہو جاوگے۔ جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کہدیا کہ " الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ

جو لوگ ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ یاد رکھو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے (الرعد:13 / 28)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو یاد کرنے سے ہی دل کو سکون ملتا ہے اور اس کے علاوہ سکون کہیں بھی نہیں ہے، اگر مالک حقیقی کا تعارف ہی نہیں ہو گا، تو شکر کس کا ادا کروگے، اگر مالک کا تعارف ہی نہیں ہو گا تو سجدہ کس کو کروگے، اگر مالک کا تعارف ہی صحیح نہیں ہو گا تو رکوع کس کے لئے کروگے۔

فطرت کی مانگ پوری کرنے کے لئے در در ٹھوکریں کھاؤگے تو ملحد atheist ہو جاؤگے agnostic ہو جاوگے، اسلام کو چھوڑ کر جس راستے کو بھی اختیار کرو وہاں سکون نہیں ملے گا۔

ہماری زندگی کا مقصد توحید ہے، ہماری زندگی کا مقصد اتباع سنت ہے، ہماری زندگی کا مقصد آخرت کی تیاری ہے، ہمیں اگر بامقصد زندگی گزارنی ہے تو ان چیزوں کی طرف توجہ دینا ہو گا، تب ہی جا کر آدمی دنیا میں ہر طرح کی مصیبتوں سے اپنے آپ کو بچالے گا، اور آخرت کی حقیقی زندگی کامیاب ہو گا۔ ان شاء اللہ

آخر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا گوں ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مجھے اور آپ سب کو زندگی کا حقیقی مقصد سمجھ کر آخرت کی تیاری کرنے والا بنائے۔ آمین

***